بیاد

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ

دارالعلوم حقانیہ

اکوڑہ خٹک کا علمی و دینی مجلہ

الحق

ماھنامہ

رمضان ۱۴۲۴ھ نومبر ۲۰۰۳ء

مُدیر مسئول

مولانا سمیع الحق

معاونین جامعہ دارالعلوم حقانیہ سے ایک ضروری

اپیل

محترم! دارالعلوم حقانیہ کی علمی، ملی و دینی ہمہ گیر خدمات سے بحمدللہ آپ بخوبی واقف ہیں اور موجودہ پُرفتن دور میں ایسے مرکزِ علوم رسالت کی اہمیت وضرورت بھی آپ پر مخفی نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے دعوت وتبلیغ، تعلیم وتدریس، اصلاح وارشاد اور جہاد کا کوئی شعبہ ایسا نہیں جس کی ذمہ داری ملک و بیرون ملک فضلائے حقانیہ نے نہ سنبھالی ہو۔ صرف ایک جہادِ افغانستان کو لیجیے تو دارالعلوم کے ہزاروں فضلاء اور طلباء نے اس صدی کے عظیم جہاد میں قائدانہ کردار ادا کیا جو تمام معاونین کے لئے تاقیامت صدقہ جاریہ بن رہا ہے۔

جامعہ حقانیہ اپنے تمام ترقی پذیر شعبوں میں خطیر مصارف (جو کہ تعمیراتی اخراجات کے علاوہ سالانہ واجبی مصارف سوا کروڑ سے متجاوز ہیں) کا محتاج ہے جبکہ دارالعلوم حکومتوں کے تعاون سے بھی بالکل بے نیاز ہے اور نہ ہی اس کے باضابطہ مستقل سفراء ہیں، صرف اور صرف آپ جیسے حساس دردمند اہل خیر معاونین کے مالی تعاون سے یہ سارا کارخانہ علوم نبوت چل رہا ہے۔ جس میں ڈھائی ہزار تک طلباء علوم نبویہ سے ہر سال مستفید ہوتے ہیں۔ ایسے نازک وقت میں آپکی توجہات کی مزید شدت سے ہمیں ضرورت ہے کہ خود اور اپنے زیر اثر حلقہ احباب واہل خیر میں بھی دارالعلوم کے مالی تعاون کے لئے سعی فرمائیں اور اللہ کے دین کے فروغ اور حق کی بالادستی کے لئے کوشاں اس ادارہ کی پہلے سے بڑھ چڑھ کر ہر ممکن تعاون اور سرپرستی سے ممنون فرمائیں۔ **واجرکم علی اللہ۔**

ترسیل زر کا پتہ

(مولانا) سمیع الحق

مہتمم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ

اکاؤنٹ نمبرز: یو بی ایل اکوڑہ خٹک 7 -01 نیشنل بینک اکوڑہ خٹک 5 - 17

مسلم کمرشل بینک جہانگیرہ 721

Email: haqqania@nsr.pol.com.pk (OR) haqqania@hotmail.com

اے بی سی آڈٹ بیورو سرکولیشن کی مصدقہ اشاعت

جلد نمبر ـــــــ 39
شمارہ نمبر ـــــــ 2
رمضان ـــــــ ۱۴۲۴ھ
نومبر ـــــــ ۲۰۰۳ء

ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک

مدیر اعلیٰ
حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ

نگران
حضرت مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ

مدیر
حافظ راشد الحق سمیع حقانی

ناظم شفیق الدین فاروقی

اس شمارے کے مضامین

نقش آغاز: عراق افغانستان۔ امریکہ کے قبرستان' او آئی سی سے ڈاکٹر مہاتیر محمد کا فکر
انگیز خطاب اور اس کی ہر دلعزیزی کا راز .... راشد الحق سمیع حقانی ۲
امارات قیامت .... مولانا انوار الحق ۵
سنن ابن ماجہ کا فنی مطالعہ .... جناب محمد یونس میو ۷
زیب و زینت کے شرعی حدود .... مولانا عبدالرحمان قاسمی ۱۵
رمضان المبارک کے متعلقہ احکام و مسائل .... مفتی مختار اللہ حقانی ۲۷
سید انور حسین المعروف بہ نفیس رقم صاحب .... ڈاکٹر محمود الحسن عارف ۴۱
عالم اسلام کے خلاف سازشیں .... قاری سعید الرحمن ۵۶
دار العلوم کے شب و روز .... ادارہ ۶۰
تبصرہ کتب .... مدیر ۶۱

12-11-03

نوٹ: ادارے کا مضمون نگار حضرات کے خیالات سے متفق ہونا ضروری نہیں۔

ماہنامہ الحق دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ (سرحد) پاکستان۔ فون نمبر: 630340 , 630435 -(0923)
ای میل نمبر: E-Mail : haqqania@nsr.pol.com.pk Or haqqania@hotmail.com
سالانہ بدل اشتراک اندرون ملک فی پرچہ =/20 روپے سالانہ =/200 روپے، بیرون ملک 20$ امریکی ڈالر
پبلشر: مولانا سمیع الحق مہتمم دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک، منظور عام پریس پشاور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

راشد الحق سمیع حقانی

عراق افغانستان ۔ امریکہ کے قبرستان

مشیت ایزدی‘ حسب توقع اور حالات واقعات کے عین مطابق امریکہ عراق اور افغانستان میں الحمدللہ بری طرح گھر چکا ہے اور زخم دینے والا اب اپنا زخم چاٹ رہا ہے۔اور ظلم کرنے والا اب اپنی مظلومیت کی دہائی دے رہا ہے۔لیکن یہ جس طرح بھی شور وغل مچا تا رہے اور اپنے آپ کو اس آ کاس بیل سے نکالنے کی کوشش کرے اتنا ہی وہ مزید اس میں الجھتا چلا جا رہا ہے۔اسے کہتے ہیں کہ ع لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

اب تازہ صورتحال یہ ہے کہ عراق میں روز بروز امریکی فوجیوں کی ہلاکتوں میں اضافہ ہو رہا ہے اور ہر لمحہ ان کے فوجیوں پر عراقی عوام اور مجاہدین کی طرف سے تابڑ توڑ حملے جاری ہیں۔خصوصاً تازہ خودکش حملوں نے تو امریکہ اور اس کی کٹھ پتلی انتظامیہ کی نیندیں حرام کر دی ہیں۔اور اس کے ساتھ ساتھ پینٹا گون اور صدر بش بھی ہذیانی کیفیت میں مبتلا ہو گئے ہیں۔اور آئے دن متضاد بیانات سے ان کی حواس باختگی کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔عراق میں سب کچھ ان کے فرضی اور کاغذی تجزیوں کے بالعکس جا رہا ہے اور عراق امریکہ کے گلے میں پھندہ بنتا چلا جا رہا ہے۔عجب نہیں کہ یہ پھندہ اس کی نخوت وتکبر سے اکڑی طویل گردن کو توڑنے کا سبب بن جائے۔جیسا کہ تاریخ کا سبق ہے کہ گوریلا وار امریکہ کے بس کا روگ نہیں۔ویت نام کی جنگ اس کی زندہ مثال ہے۔اب تو امریکہ میں صرف 232 امریکیوں کی ہلاکتوں پر تو بڑے پیمانے پر مظاہرے بھی شروع ہو گئے ہیں۔اور پریس میں صدر بش پر زبردست تنقید کی جا رہی ہے۔اس کے علاوہ اب تک اس جنگ میں امریکہ پینتس ارب ڈالر خرچ کر چکا ہے۔اور عراق میں اس کی افواج پر ماہانہ دو ارب ڈالر کی خطیر رقم بھی صرف ہو رہی ہے۔اور مزید ستاسی ارب ڈالر کی امداد کی درخواست صدر بش نے کانگریس کو دے دی ہے۔جس پر کافی لے دے بھی ہو رہی ہے۔اس کے علاوہ امریکہ میں ہوم سیکورٹی پر 14.2 ارب ڈالر خرچ ہوئے ہیں اور گزشتہ دنوں امریکی وزارت خزانہ کے اہم عہدیدار نے یہ انکشاف کیا کہ عراقی جنگ نے ہمیں ناقابل تلافی نقصان پہنچایا ہے اور اگر یہی صورتحال رہی تو ہم بہت بڑے مالی بحران سے دوچار ہو جائیں گے۔یہ وہ تلخ حقائق ابھر کر امریکہ کے سامنے آئیں ہیں کہ اب اس کو راہ فرار نظر نہیں آ رہی۔

عراق میں جہاں بعث پارٹی اپنی شکستہ صفیں درست کر کے استعماریت کے خلاف کامیاب جدوجہد کر رہی ہے وہیں دیگر اسلامی ممالک کے مجاہدین بھی جوق در جوق عالم اسلام کے سب سے بڑے دشمن کے مقابلے میں دیوانہ

وار دوڑتے چلے آ رہے ہیں۔ تاکہ ظالم جارج اور عصر حاضر کے فرعون کا تکبر ملیامیٹ کر دیا جائے۔ ''نیویارک ٹائمز'' کی تازہ رپورٹ کے مطابق ان مجاہدین کی تعداد میں ہر روز اضافہ ہو رہا ہے۔ خصوصاً اس میں تیزی رمضان المبارک کی آمد کی وجہ سے ہو رہی ہے۔ سبحان اللہ رمضان میں شوق شہادت کی تمنا اور دین اسلام پر مر مٹنے کی آرزو دلوں میں لئے عرب نوجوانوں نے امریکہ کے لئے وہاں محشر کا سماں باندھ دیا ہے اور بغداد کی گلیاں امریکیوں کے قبرستان بنتی چلی جا رہی ہیں۔ اور عراقی صحرا امریکیوں کے خون سے اپنی تشنگی بجھا رہے ہیں۔ عراق میں ہر لمحہ امریکیوں کے لئے ایک نئی افتاد' ایک نئی دہشت اور ایک نئی قیامت ہے۔ امریکہ اور برطانیہ اس ناگہانی آفت پر سراسیمہ ہو رہے ہیں اور دنیا بھر کی افواج اور بالخصوص عالم اسلام اور پاکستان پر بھی دباؤ بڑھا رہے ہیں کہ وہ اپنی افواج اس جہنم میں دھکیل دیں اور وہ بھی ہماری طرح استعماریت کا حصہ بن جائیں۔ جس میں اسے اب تک کوئی خاطر خواہ کامیابی حاصل نہیں ہو رہی۔ دوسری طرف امریکہ مظلوموں کا ساتھ دینے والے نہتے مجاہدین کی آمد پر بھی سخت نالاں ہے۔ مقام مسرت ہے کہ ایک سپر طاقت اپنے اتحادیوں سمیت بے بسی کی تصویر دکھائی دے رہی ہے۔ انشاء اللہ عراق کی سرزمین امریکہ کی اقتصادی اور سیاسی دیوالیہ پن کا پیش خیمہ ثابت ہوگی۔

دوسری جانب سرزمین افغانستان بھی امریکیوں اور اتحادیوں کے خون سے رنگین ہونا شروع ہوگئی ہے بلکہ باوثوق اور آزاد ذرائع کے مطابق افغانستان میں بھی امریکہ اور اتحادیوں پر ہر روز متعدد کامیاب حملے ہو رہے ہیں لیکن وہاں کی حکومت اور ذرائع ابلاغ کی عدم دستیابی کی وجہ سے وہ اطلاعات دنیا کے سامنے صحیح طور پر نہیں آ رہیں۔ لیکن دوسری جانب خود اقوام متحدہ کے ایک اعلیٰ ترین عہدہ دار نے پریس کانفرنس میں اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ طالبان افغانستان کے متعدد علاقوں پر کنٹرول حاصل کر رہے ہیں اور ہم متعدد صوبوں میں اپنا کام اور مشن ادھورا چھوڑ رہے ہیں اسی طرح انہوں نے یہ انکشاف بھی کیا کہ عنقریب طالبان دوبارہ ایک بڑی تحریک کی صورت میں سارے افغانستان پر چھا سکتے ہیں۔ دوسری جانب افغان کٹھ پتلی انتظامیہ بھی شور مچا رہی ہے کہ امریکہ نے ساری توجہ عراق پر دی ہوئی ہے اور ہمیں بالکل پوچھا نہیں جا رہا اور ہمیں انتہا پسندوں اور طالبان سے سخت خطرہ ہے۔ اقوام متحدہ اور امریکہ سارے افغانستان میں اپنی افواج کا دائرہ پھیلا دے لیکن افغانستان میں اقوام متحدہ کی فوج کی تعیناتی بھی انہیں نجات نہیں دلا سکتی اور امریکی فوج کے ایک بریگیڈیئر نے تو صاف کہہ دیا ہے کہ اب کے بار ہمیں اس قدر شدید مزاحمت کا سامنا ہو رہا ہے کہ روسیوں کو بھی افغانستان میں اس قدر مزاحمت نہیں اٹھانی پڑی تھی۔ اور تیسری جانب افغانستان کے کمانڈر اور شمالی اتحاد کے مختلف دھڑے بھی آپس میں لڑ مر رہے ہیں اور دن بدن انارکی' بدامنی اور اقتصادی بدحالی میں اضافہ ہو رہا ہے۔ امریکہ اور دنیا بھر نے افغانیوں کو طالبان کے بعد یہ باور کرایا تھا کہ ہم افغانستان میں تعمیر نو کریں گے اور اس کو سیاسی استحکام اور امن دیں گے لیکن حسب توقع اور حسب روایت وہ سب جھوٹ و فریب کے وعدے تھے۔ نہ افغان

عوام کے دن بدلے اور نہ افغانستان کی تقدیر بدلی۔ امریکہ کی پے در پے غلطیوں نے اسے وقت سے پہلے بحرانوں میں دھکیل دیا ہے اور آخر مظلوموں اور شہیدوں کی آہ وزاریوں نے اسے آن گھیرا ہے۔ خدا کرے کہ افغانستان و عراق امریکیوں کے قبرستان بن جائیں تاکہ دنیا سے ظلم و بربریت اور دہشت گردی کا قلع قمع ہو سکے۔

او آئی سی سے ڈاکٹر مہاتیر محمد کا فکر انگیز خطاب اور اس کی ہردلعزیزی کا راز

گزشتہ دنوں ملائیشیاء کے نئے دارالخلافہ پتراجایا میں مسلمانوں کی برائے نام تنظیم او آئی سی کا روایتی ناکام اجلاس منعقد ہوا۔ گو کہ اس ادارہ نے پہلے بھی مسلمانوں کے لئے کوئی قابل ذکر کردار ادا نہیں کیا اور نا ہی اس کے مسائل حل کر سکا۔ یہ صرف مسلم حکمرانوں کے لئے ایک فوٹو سیشن کا ذریعہ ہے باقی یہ ہر لحاظ سے مردہ و بے جان پلیٹ فارم ہے۔ اس کی ماضی کی کارکردگی اتنی مایوس کن اور ناکام ترین ہے کہ ماضی کے بڑے بڑے عالمی بحرانوں اور خصوصاً عالم اسلام پر ابتلاء و آزمائش کی کسی بھی مرحلے پر اس نے نہ کوئی کردار ادا کیا اور نہ ہی کوئی عملی سدّ باب کیا۔ اسکا جغرافیہ صرف قراردادوں کی منظوری تک محدود رہا ہے۔

اس بار اس کا اجلاس پہلے سے بھی زیادہ اہمیت کا حامل سمجھا جا رہا تھا اور تھوڑی بہت توقع کی جا سکتی تھی کہ عالم اسلام جو ہر طرف سے دشمنان اسلام کے نرغے میں ہے اور ہر ہر طریقے سے اسکی بنیادیں کمزور کی جارہی ہیں اور ایک بار پھر استعماریت کا جن اس کو دوبارہ بڑی تیزی کے ساتھ نگل رہا ہے اور عالم اسلام پر دوبارہ غلامی کی منحوس اور سیاہ رات بڑھتی جارہی ہے۔ ان اقدامات کے خلاف کوئی نہ کوئی مؤثر اور متفقہ لائحہ عمل امت مسلمہ کے سامنے آئیگا لیکن افسوس! صد افسوس! کہ عملاً کچھ بھی نہ ہو سکا۔ البتہ اس بار ایک مرد قلندر نے ایک نئی طرح اور ایک انوکھی وضع کی بنیاد اسمیں رکھ دی۔ اس نڈر اور بیباک جرات مند عالم اسلام کے لیڈر نے جہاں اس مُردوں کی انجمن میں جان ڈالنے کی کوشش کی اور انہیں خودداری سے کام لینے کا درس دیا وہیں اس نے اسکے غلامانہ ذہن کو بھی جھنجھوڑا۔ مسلمانوں کو ان کی پستی کا اصل سبب بتایا اور پست ترین قوم یہود کی ترقی کا راز بھی ان پر عیاں کیا۔ اور یہود و نصاریٰ پر بھرپور تنقید کی۔ جو حقائق پر مبنی تھی اسی لئے آج پورے عالم کفر میں طنز و تشنیع کے نشتر ڈاکٹر مہاتیر پر برسائے جارہے ہیں۔ ڈاکٹر مہاتیر وقتاً فوقتاً اپنی تلخ گوئی اور حق گوئی کے لئے اچھی شہرت رکھتے ہیں۔ ساتھ میں اپنے ملک اور عوام کی ایسی خدمت کی کہ گزشتہ دنوں ان کی از خود اقتدار سے علیحدگی کے موقع پر نہ صرف ملائیشیا بلکہ دنیا بھر کے لوگوں نے انہیں زبردست خراج تحسین پیش کیا۔ ڈاکٹر مہاتیر موجودہ وقت میں عالم اسلام کے صحیح رہنما ہیں۔ لیکن افسوس آپ بھی وقت سے پہلے پس منظر میں چلے گئے۔ ڈاکٹر مہاتیر کا کردار اور ان کا جرأت مندانہ اقدام او آئی سی کیلئے ایک درخشاں مثال ہے۔ کاش! کہ یہ نعرۂ مستانہ منتشر قافلہ کے لئے بانگ درا اور آواز رحیل ثابت ہو۔ امین ۔

سلسلہ خطبات جمعہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوارالحق صاحب
ضبط وترتیب : حافظ محمد سلمان الحق انوار حقانی

اماراتِ قیامت

نحمده ونصلی علی رسوله الكريم اما بعد عن عمر بن الخطابؓ قال بینما نحن عند رسول الله صلعم ذات یوم اذ طلع علینا و جل شدید بیاض الثیاب شدید سواد الشعر لایری علیه اثر السفر ولدیعرفه منا احدحتی جلس الی النبی صلعم فاسند رکبتیه الی رکبتیه وضع کفیه علی فخذیه وقال یا محمدؐ اخبر فی عن الساعة قالؐ ما المسؤل عنها باعلم من السائل قال فاخبر فی عنی عن امار اتها قالؐ ان تلد الامة ربتها و ان تری الحفاة العراة العالة رعاة الشاء یتطاولون فی البنیات الخ او کما قالؐ (رواه مسلم و بخاری)

آپ کو یاد ہوگا کہ پہلے جمعہ کو اس حدیث کی توضیح کے سلسلہ میں قیامت کے ثبوت کیلئے بعض نقلی وعقلی دلائل پیش کر چکا ہوں جسکا خلاصہ یہ نکلا کہ روئے زمین پر رب کریم کی ان گنت نعمتوں کے بچھائے ہوئے عظیم دسترخوان سے مطیع وعاصی، فاسق ونیکوکار اور کافر ومسلمان برابر فوائد حاصل کر رہے ہیں، بلکہ فساق وفجار کچھ زیادہ مزے میں ہیں۔ جبکہ بدکار کی تمام زندگی اپنے خالق حقیقی کی نافرمانی میں گزر رہی ہے اور نیکوکار شبانہ روزہ اپنے رب کی رضا کے حصول میں سرگرداں ہیں۔

نیک وبد کا امتیاز:

اب اگر ایک مقرر وقت پر جسے روز قیامت کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے ان دونوں میں تمیز نہ کی جائے تو سراسر ناانصافی ہوگی جس کا تصور اور اللہ کی طرف اس ناانصافی کی ذرہ سی نسبت کرنا بھی کفر ہے۔ کیونکہ کھیتی باڑی کرنے والا کاشتکار اعلیٰ ترین بیج بونے اور اگنے کے بعد اپنے کھیت کو جس میں اپنے بوئی ہوئی فصل کے ساتھ ساتھ کانٹے اور غیر فائدہ مند پودے بھی اگ جاتے ہیں کو بھی برابر پانی، کھاد اور یوریا وغیرہ مہیا کرتا ہے۔ اس پانی اور کھاد سے مقصودی فصل کے مقابلہ میں غیر مقصدی پودے فائدہ بھی زیادہ حاصل کرتے ہیں مگر وقت مقررہ کو کسان اسی ایک کھیت میں اُگے ہوئے مختلف اقسام کے اُگے ہوئے پودوں میں جدائی کا اہتمام کر کے فائدہ مند پیداوار کے ساتھ اکرام کا سلوک کرتا ہے اور غیر فائدہ مند اشیاء کو تلف وضائع کر دیتا ہے اگر ایک کاشتکار ان دو قسم کی فصلوں میں جدائی کا بندوبست نہ

کرے تو ہر انسان اسے بے وقوف اور عقل سے عاری تصور کرتا ہے۔ تو جب اللہ کے بنائے ہوئے ایک انسان کے بارے میں یہ رائے ہو تو وہ ذات باری تعالیٰ جس کا کوئی فعل حکمت و دانائی سے خالی نہیں، کے بارہ میں کیسے سوچا جا سکتا ہے کہ وہ ایک ایسا انسان جو اپنے نفس اور خواہشات کے گھوڑے پر سوار ہو کر پوری زندگی اللہ کی نافرمانی اور ہوائے نفس کی اطاعت میں گزارے اور دوسرا شخص اپنے مالک حقیقی کی رضا و رغبت کے لئے اپنی خواہشات کی پامالی کر کے اپنے آپ کو خدا کے احکامات کے تابع کر دے۔ دونوں کے درمیان امتیاز اور جدائی اور ہر دونوں کو اپنے اپنے کئے ہوئے اعمال کی جزاء وسزا کیلئے اس کے ہاں ایک وقت مقررہ نہ ہو۔

بعض علوم جو علم غیب کے ساتھ خاص ہیں:

ہاں اتنا البتہ ضرور ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اپنی حکمت کے پیش نظر بعض علوم کا صرف اپنے پاس پردہ غیب میں رکھنا منظور ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ سورۂ لقمان میں ارشاد ہے:

ان اللہ عندہ علم الساعۃ وینزل الغیث ویعلم مافی الارحام وما تدری نفس ماذا تکسب غدا وما تدری نفس بای ارض تموت ان اللہ علیم خبیر۔

بے شک اللہ کے پاس ہے قیامت کی خبر اور نازل کرتا ہے بارش۔ اور اسی کو علم ہے کہ ماں کے پیٹ یعنی رحم میں کیا ہے اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ وہ کل کیا عمل کرے گا اور کسی کو معلوم نہیں کہ کس زمین میں مرے گا بیشک اللہ سب کچھ جاننے والا باخبر ہے۔ ان پانچ اشیاء کا علم اللہ کے ساتھ خاص مخفی ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ اللہ کے پاس صرف ان پانچ چیزوں کا علم ہے باقی کا نہیں بلکہ یہاں یہ پانچ صرف بطور مثال اور نمونہ کے ذکر ہوئے ہیں کہ جن امور کا انسان سے براہ راست تعلق ہے، صبح وشام ان کے بارے میں فکرمند رہتا ہے اسے ان کے بارے میں بھی علم نہیں ہوتا تو یہ کیسے ممکن ہے کہ اسے یہ معلوم ہو جائے کہ تمام کائنات کے اختتام اور درہم برہم ہونے کا وقت کون سا ہے۔ انسان کیلئے اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں کہ ان معاملات اور امور میں اللہ کے قضاء و فیصلہ پر ایمان لا کر شکوک و شبہات سے کنارہ کشی اختیار کرے۔

بعض علمائے کرام کا خیال یہ ہے کہ آیت متذکرہ میں پانچ امور کا ذکر اور تخصیص محض ایک سائل کے سوال کی بنا پر ہے جس نے حضور صلعم سے سوال کیا کہ قیامت کب آئے گی؟ بارش کب ہوگی؟ میری بیوی کے ہاں لڑکا پیدا ہوگا یا لڑکی؟ اپنی آئندہ کی سرگرمیوں کا حال کیسے معلوم ہوگا؟ کون سے امور نفع کے اور کتنے اعمال ضرر رسانی کے ہوں گے؟ اور نفس کا خاتمہ یعنی موت کب؟ کیسے اور کہاں واقع ہوگی۔ ان پانچ اشیاء کے بارے میں سوال کے جواب میں آیت نازل ہوئی کہ ان امور کا حتمی اور یقینی علم وادراک خدا ہی کو ہے۔ اس کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔

(بقیہ صفحہ نمبر ۵۹ پر) ....

جناب محمد یونس مینو
اسسٹنٹ پروفیسر، ڈسکہ

سنن ابنِ ماجہ کا فنی مطالعہ

(مقام و مرتبہ)

''سنن ابن ماجہ'' امام ابوعبداللہ بن یزید بن ماجہ (۱) قزوینی (۲) کی تصنیف ہے۔ ابن ماجہ کی ولادت با سعادت جیسا کہ خود ان کی زبانی ان کے شاگرد جعفر بن ادریس نے اپنی تاریخ میں نقل کیا ہے ۲۰۹ھ میں واقع ہوئی جو ۸۲۴ء کے مطابق ہے۔ (۳) ابن ماجہ کی زندگی کے عام حالات بالکل پردہ اخفا میں ہیں۔ اور خاص طور پر ان کے بچپن کے متعلق کچھ معلوم نہ ہوسکا ہے۔ (۴) تاہم قیاس کیا جاتا ہے کہ آپ نے اپنی تعلیم کا آغاز قرآن سے کیا ہوگا بعد ازاں آپ نے اپنے مولد مسکن جو ان دنوں علم حدیث کی درس گاہ بن چکا تھا سے ہی اپنی تعلیم کا آغاز کیا ہوگا۔ تحصیل علم کے لئے آپ نے عرب وعجم کے تیس شہروں کی خاک چھانی ان تمام شہروں میں آپ نے جن محدثین اور اساتذہ سے تلمذ کیا ان کی کچھ تفصیل مولانا عبدالرشید نعمانی نے اپنی کتاب میں بیان کی ہے۔ (۵) ڈاکٹر خالد محمود صاحب نے اس ضمن میں امام مالکؒ اور امام لیث مصری کے تلامذہ کا خاص طور پر ذکر کیا ہے۔ (۶) مولانا نعمانی نے اپنی کتاب کے آخر میں حافظ جمال الدین مزی کے حوالہ سے آپ کے تلامذہ کی تعداد دس بیان کی ہے۔ نیز ''وآخرون'' کے لفظ کے ذریعہ اس تعداد میں اضافہ کا عندیہ بھی دیا ہے (۷) ''اردو دائرہ معارفِ اسلامیہ'' کے مقالہ نگار نے ابن ماجہ اور ان کی سنن پر کچھ مزید اور نئی معلومات فراہم کی ہیں۔ مقالہ اگرچہ مختصر ہے لیکن اس کی علمی اور تحقیقی حیثیت سے انکار ممکن نہیں ہے۔ اکثر مصنفین نے آپ کے فقہی مسلک کے بارے میں خاموشی اختیار کی ہے۔ مولانا عبدالحمید سواتی نے لکھا ہے کہ آپ کا مسلک متعین نہ ہوسکا۔ البتہ مولانا انور شاہ کشمیری کے حوالہ سے لکھا ہے کہ ابن ماجہ ''شافعی'' تھے (۸)۔

امام ابن ماجہؒ ۲۲ رمضان ۲۷۳ھ/ ۱۸ فروری ۸۸۶ء کو جب کہ المعتمد علی اللہ کا عہد خلافت تھا بعمر ۶۴ برس فوت ہوئے۔ محمد بن الاسود القزوینی اور الطرائفی ایسے شعرا نے ان کے مرثیے لکھے (۹) اس حساب سے آپ نے اصحاب صحاح ستہ کا زمانہ پایا۔ مولانا نعمانی کی مرتب کردہ جدول کے مطابق محدثین عظام امام یحییٰ بن معین (متوفی ۲۲۳ھ) امام احمد بن حنبلؒ (۲۴۱) امام مسلم (۲۶۱ھ) امام بخاری (۲۵۶ھ) کی وفیات کے وقت ابن ماجہ کی عمر بالترتیب ۲۴، ۳۲، ۴۷ اور ۵۲ سال بنتی ہے۔ امام ابوداؤد آپ سے سات سال پہلے پیدا ہوئے۔ اور دو سال بعد فوت ہوئے۔ گویا ابن ماجہ نے ان کی کامل معاصرت پائی۔ ایسا ہی امام ترمذی کے بارے میں لکھا ہے (۹ الف) کہتے ہیں کہ

ارباب صحاح ستہ نے اسی معاصرت کی وجہ سے اپنی اپنی کتب میں ان سے کوئی روایت نہیں کی۔[10]

ارباب صحاح ستہ اور ابن ماجہ:

صحاح ستہ اور سنن ابن ماجہ کا تقابلی جائزہ ایک ضخیم اور محنت طلب کام ہے اور کم از کم ان چند صفحات میں یہ قریب قریب ناممکن ہے۔ بہر حال اس ضمن میں جو اولین سوال محدثین کرام کی بحث کا مرکز بنا ہوا ہے وہ یہ ہے "صحاح ستہ میں سنن ابن ماجہ کا شمار" ڈاکٹر خالد محمود رقمطراز ہیں کہ علماء حدیث میں اختلاف رہا ہے کہ صحاح ستہ میں چھٹی کتاب کونسی ہے[11] مولانا نعمانی نے لکھا ہے:

"حافظ ابن السکن نے اسلام کی بنیادی کتابیں چار بتائی تھیں، اسی طرح ابن مندہ نے بھی مخرجین صحاح میں امام بخاری، امام مسلم، ابوداؤد اور امام نسائی ہی کے ذکر پر اکتفا کیا ہے۔ بعد کو حافظ ابو طاہر سلفی نے جامع ترمذی کو بھی مذکورہ بالا چاروں کتابوں کے ساتھ شمار کر کے تصریح کی کہ ان پانچوں کتابوں کی صحت پر علماء مشرق و مغرب کا اتفاق ہے حتی کہ ابن صلاح (۶۴۲ھ) اور علامہ نووی ۶۷۲ھ نے بھی امام ابن ماجہ کو نظر انداز کر دیا ہے۔[12]

سنن ابی ماجہ اور موطأ امام مالک:

بعض ائمہ حدیث نے سنن ابن ماجہ کی جگہ "موطا امام مالک" کو لیا ہے، مشہور محدث زین بن معاویہ عبدری القسطی المتوفی (۵۲۵ھ) نے کتاب التجرید میں جن چھ کتابوں کی تجرید کی ہے ان میں چھٹی کتاب "موطا امام مالک" ہے۔ علامہ ابن اثیر جزری المتوفی ۶۰۰ھ نے بھی اپنی مشہور و معروف کتاب "جامع الاصول" میں چھٹی کتاب مؤطا ہی کو رکھی ہے۔[13] محدث مبارک بن محمد المعروف ابن الاثیر جزری المتوفی ۶۰۰ھ نے بھی اپنی مشہور و معروف کتاب "جامع الاصول" میں محدث رزین ہی کی رائے کو ترجیح دی ہے اور اس سے ابن ماجہ سے اس کتاب میں کوئی روایت درج نہیں کی۔[14]

سنن ابن ماجہ اور دارمی:

ابن ماجہ اور موطأ کے بعد محدثین نے یہ بحث بھی اٹھائی ہے کہ چھٹی کتاب ابن ماجہ ہے یا کہ "دارمی"[15] امام سعید العلائی (۷۱۷ھ) سنن دارمی کو چھٹی کتاب کا درجہ دینا چاہتے ہیں۔ حافظ ابن حجر بھی دارمی ہی کو چھٹی کتاب کے طور پر شامل کرتے ہیں۔[16] چنانچہ مولانا نعمانی ابن حجر سے اقتباس کرتے ہیں:

"شیخ الاسلام (حافظ ابن حجر) کا بیان ہے کہ دارمی کی کتاب مرتبہ میں "سنن اربعہ" سے کم نہیں۔ بلکہ اگر س کو کتب خمسہ کے ساتھ ملا دیا جائے تو ابن ماجہ کی نسبت بہ اولیٰ ہے، کیونکہ وہ سنن ابن ماجہ سے کہیں بڑھ کر ہے"[17]

یکن متاخرین نے اپنا فیصلہ ابن ماجہ کے حق میں دیا ہے۔ مولانا نعمانی اس بحث کو تمام کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"موطا کو مقدم رکھنے کی وجہ یہ ہے کہ اس میں بہت سے زائد حدیثیں ہیں جس کی وجہ سے اس کی افادیت

بڑھ گئی۔[18] اسی طرح دارمی کے بارے میں لکھا ہے ''بہرحال دارمی کی کتاب کو سنن ابن ماجہ پر فوقیت ہو یا نہ ہو لیکن اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ صحاح ستہ کی بزم میں دارمی کو بار نہ مل سکا اور مدت ہوئی کہ چھٹی کتاب کی جگہ سنن ابن ماجہ سے پُر ہو چکی ہے۔[19]

بہ اعتبار صحت سنن ابن ماجہ کا درجہ:

ابن ماجہ کا شمار صحاح ستہ میں تو ہو گیا لیکن ان کتب میں یہ سب سے آخر میں رکھی گئی ہے۔ لہذا متاخرین کی جن کاوشوں کی وجہ سے اس کتاب کو صحاح ستہ میں جگہ ملی وہ بھی اس کی وجہ مولانا نعمانی نے یہ بیان کی ہے۔ ''چونکہ سنن ابن ماجہ میں کتب خمسہ کی بہ نسبت ضعیف حدیثیں زیادہ ہیں اسلئے اس کا درجہ بھی صحاح ستہ میں سب سے فروتر ہے[20]

مولانا عبدالصمد صارم کہتے ہیں کہ سنن ابن ماجہ صحاح ستہ میں چھٹے نمبر کی اور طبقات کتب حدیث میں طبقہ سوم کی کتاب ہے[21] اردو دائرہ معارف اسلامیہ'' کے مقالہ نگار نے لکھا ہے۔ ''ابن ماجہ کی سب سے اہم تصنیف ان کی سنن ہے جس میں ۴۳۴۱ احادیث ہیں۔ ان میں سے ۳۰۰۲ حدیثیں تو وہ ہیں جو صحاح کی باقی کتابوں میں موجود ہیں اور باقی ۱۳۳۹ حدیثیں ایسی ہیں جو زوائد ابن ماجہ ہیں[22] غالباً انہیں زوائد کے بارے میں ڈاکٹر خالد محمود صاحب نے لکھا ہے کہ سنن ابن ماجہ کی ایک ہزار کے قریب روایات پر جرح ہو سکتی ہے۔[23]

سنن ابن ماجہ میں کچھ ضعیف، منکر، اور موضوع احادیث ذکر کی جاتی ہیں اور بعض محدثین نے اسی بنا پر اسی کو صحاح ستہ میں شامل کرنے سے تامل کیا ہے جن لوگوں نے سنن ابن ماجہ کو صحاح ستہ میں شامل نہیں کیا ان کے نزدیک اس سنن میں بعض احادیث ضعیف اور منکر ہیں۔ بلکہ فضیلت قزوین والی حدیث کے متعلق تو یہ بیان کیا گیا ہے کہ وہ موضوع ہے[24] اردو دائرہ معارف اسلامیہ کے مقالہ نگار نے مزید لکھا ہے۔

''شاہ عبدالعزیز نے ابوزرعہ کی شہادت سے لکھا ہے کہ سنن ابن ماجہ میں ضعیف اور منکر احادیث کی تعداد بیس سے کم ہے اور بعض لوگوں نے یہ تعداد اس سے کچھ اوپر بتائی ہے۔ فؤاد عبدالباقی نے یہ تعداد بڑھا کر ۷۱۲ (سات سو بارہ) تک پہنچا دی ہے''[25]

مولانا عبدالرشید نعمانی نے بھی یہ تعداد مختلف حوالہ جات سے دس سے تیس کے اوپر نیچے بیان کی ہے۔ بعد ازاں تبصرہ کیا ہے۔ ''غالباً یہ بیس کے قریب وہی روایتیں ہیں جن کو حافظ ابن جوزی نے موضوعات میں داخل کیا ہے یا دیگر محدثین نے ان میں سے بعض روایات کو موضوع ہونے کی تصریح کر دی ہے۔ ان روایات پر یہ فنی نقطہ نظر سے اپنی عربی تصنیف ''ما تمس الیه الحاجة عن یطاع سنن ابن ماجه'' میں تفصیل سے بحث کر چکے ہیں۔ رہی بات عام ضعیف روایات کی سو واقعی اس کتاب میں بکثرت ہیں۔[26]

زوائد ابن ماجہ: علماء اصول حدیث میں بعض نے ابن ماجہ کی ہر اس روایت پر جرح کی ہے اور اسے ضعیف کہا ہے جو

صحاح ستہ کی کسی دوسری کتاب میں نہیں ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی کی رائے میں احادیث کی نسبت رجال کے بارے میں ایسا کہنا زیادہ مناسب ہے۔ لیکن مولانا نعمانی ہر دو آراء سے اتفاق نہیں کرتے وہ فرماتے ہیں'' لیکن ہمارے استقراء اور تتبع کے اعتبار سے احادیث ایک طرف رجال کے بارے میں بھی کلی طور پر یہ حکم لگا دینا صحیح نہیں''(۲۷)

اپنے اس دعویٰ کے ثبوت میں مولانا نعمانی ابن ماجہ سے تین روایات لاتے ہیں۔ پہلی روایت "بـــاب الـمـنـديـل بعد الوضـو وبعد الغسل"(۲۸) سے ہے۔ روایت کا مفہوم یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے وضو کرنے کے بعد اپنے ادنیٰ جبہ کو جو آپ کے بدن مبارک پر تھا پلٹ کر اپنے چہرہ مبارک کو پونچھا'' مولانا حافظ بوصیری(۲۹) کے حوالہ سے لکھا ہے کہ اس روایت کی سند صحیح ہے اور راوی ثقہ ہیں۔'' اسنادہ صحیح ورواۃ ثقات'' مولانا موصوف نے اپنے موقف کی تائید میں دوسری روایت باب الوضو بالصفر (۳۰) سے منتخب کی ہے۔ حضرت ام المومنین (۳۱) کے پاس پیتل کا ایک برتن تھا جس کے متعلق وہ فرماتی ہیں کہ اس میں آنحضرت ﷺ کا سر مبارک (دھوکر) شانہ کیا کرتی تھی'' یہ روایت بھی زوائد ابن ماجہ سے ہے۔ اور اس کے بارے میں بھی حافظ بوصیری نے یہی فرمایا ہے۔'' اسنادہٗ صحیح ورواۃ ثقات'' مولانا نے یہاں یہ صراحت بھی فرمائی ہے کہ ابراہیم بن محمد عبداللہ بن جحش سے روایت میں امام ابن ماجہ متفرد ہیں اور بقیہ ارباب صحاح ستہ میں سے کسی نے ان سے روایت نہیں کی۔(۳۲) مولانا نعمانی نے تیسری روایت'' باب صلوٰۃ الفجر''(۳۳) سے لی ہے۔ مغیث بن سمی کا بیان ہے کہ میں نے عبداللہ بن زبیر کے ساتھ صبح کی نماز اندھیرے میں پڑھی۔ جب سلام پھیر چکے تو حضرت ابن عمرؓ کی طرف متوجہ ہوا اور ان سے عرض کیا' یہ کیا نماز ہے؟ فرمانے لگے حضورؐ اور حضرت ابوبکرؓ وعمرؓ کے ساتھ تو ہماری یہی نماز تھی بعد کو حضرت عمرؓ کو گھائل کر دیا گیا تو حضرت عثمانؓ اجالے میں پڑھنے لگے تھے''۔

مولانا نے اس روایت کی پوری سند نقل کی ہے اس روایت میں تیسرے راوی نہیک بن مریم اوزاعی ایسے راوی ہیں جن سے بجز سنن ابن ماجہ کے صحاح ستہ کی اور کسی کتاب میں روایت موجود نہیں۔ حالانکہ حافظ بوصیری اس روایت کے متعلق فرماتے ہیں کہ اسنادہ صحیح'' ان تینوں روایات پر تبصرہ کرنے کے بعد مولانا اپنا مسلک اعتدال ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں۔

'' تینوں روایات ہم نے کتاب کے ابتدائی حصہ سے لے کر جو'' باب الاذن'' تک ہے بطور مثال ذکر کی ہیں اس لئے انصاف یہ ہے کہ امام ابن ماجہ جن رواۃ یا احادیث کے ساتھ متفرد ہیں ان پر کلیۃً تو ضعف کا حکم صادر کر دینا صحیح نہیں ہے ہاں اکثریت کے اعتبار سے درست ہے(۳۴) اسی پس منظر میں مولانا کا یہ استدلال بھی قابل ذکر ہے۔

'' یہ واضح رہے کہ ضعیف روایتیں ابن ماجہ کے ساتھ خاص نہیں بلکہ صحاح ستہ کی دوسری کتابوں کو جو صحاح ستہ کہا ہے وہ محض تغلیباً ہے۔ یہ مطلب نہیں ہے کہ ان کی ہر روایت صحیح ہے۔''(۳۵)

آپ اس کی وضاحت میں صحیح بخاری کے باب "مـاجـا اذا اقـمـيـت الـصـلـوة فلا صلاة

الا المکتوبہ" سے ایک حدیث کی یہ سن نقل کی ہے "قال حدثنا جعفر بن اسد قال حدثنا شعبہ قال اخبرنی سعد بن ابراھیم قال سمعت حفص بن عاصم قال سمت رجلا بن الاذد یقال لہ مالک بن بحنیہ ان رسول اللہ ﷺ"(۳۵ A)

مولانا نعمانی اس سند پر جرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ شعبہ کی اسناد میں دو غلطیاں ہیں ایک یہ کہ بحینہ عبداللہ کی والدہ کا نام ہے مالک کی والدہ کا نہیں۔ دوم یہ کہ یہ روایت حضرت عبداللہ بن مالک سے مروی ہے جو مشہور صحابیؓ ہیں ان کے باپ مالک نہیں کیونکہ وہ مشرف بہ اسلام نہیں ہوا تھا۔(۳۶) بخاری ہی کے باب" احداد المراۃ علی غیر زوجھا" سے وہ روایت نقل کی گئی ہے جس میں ابوسفیان کی وفات کی خبر شام سے آئی ہے۔ مولانا نعمانی فرماتے ہیں کہ یہ روایت اگرچہ صحیح ہے مگر اس میں جو یہ مذکور ہے کہ حضرت ام المومنین' ام حبیبہؓ کے والد ماجد حضرت ابوسفیان کی خبر مرگ شام سے آئی غلط ہے۔ حضرت ابوسفیان کا انتقال ۲۲ھ یا ۲۳ھ میں مکہ معظّمہ میں ہوا ہے۔ اسی سے متصل مولانا نعمانی کا سنن ابی ماجہ کا تعدیل میں یہ تاثر بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ برخلاف اس کے امام ابن ماجہ نے اپنی سنن میں اس مضمون کی جتنی حدیثیں نقل کی ہیں ان میں کوئی ایسی قابل اعتراض بات نہیں ہے۔(۳۷) مولانا نعمانی بخاری کے باب "مناقب عثمان" سے ایک اور روایت نقل کی ہے جس میں ولید بن عقبہ پر شراب کی حد لگانے کا ذکر ہے۔ اس روایت کے مطابق ولید کو اسّی (۸۰) کوڑے لگائے گئے۔(۳۸) جبکہ ولید کو چالیس (۴۰) کوڑے لگائے گئے تھے۔(۳۹) مولانا نے یہاں یہ وضاحت ضروری سمجھی ہے کہ ابن ماجہ نے اس سلسلہ میں جو روایت اپنی کتاب میں ذکر کی ہے اس پر یہ اعتراض نہیں آتا کیونکہ اس میں کوڑوں کی تعداد کا ذکر نہیں آتا۔(۴۰)

یہ سچ ہے کہ ابن ماجہ صحاح میں فروتر ہے اور رتبہ میں کتب خمسہ کے بعد ہے لیکن صحت کے لحاظ سے یہ ترجیح مجموعی لحاظ سے ہے یہ نہیں کہ کتب خمسہ کی ہر روایت سنن ابن ماجہ کی ہر روایت سے صحت میں زیادہ ہے۔ کیونکہ ابن ماجہ میں بہت سی حدیثیں ایسی ہیں جو کہ صحیح بخاری کی حدیثوں سے بھی اصح ہیں(۴۱)

ثلاثیات ابن ماجہ:

ثلاثیات سے مراد ایسی روایات ہیں جن کی سند میں امام ابن ماجہ اور نبی اکرم ﷺ کے درمیان صرف تین واسطے ہیں سنن ابن ماجہ میں ایسی روایات پانچ ہیں۔(۴۲) جو "عالی سند" کے اعتبار سے اس کتاب کا بڑا اعزاز ہے۔ یہ پانچوں روایات ایک ہی سند سے مروی ہیں' اس سند میں کثیر بن مسلم راوی پر محدثین نے جرح کی ہے۔(۴۳) سنن ابو داؤد اور جامع ترمذی میں ثلاثیات کی تعداد ایک ایک ہے(۴۴) اور علیحدہ علیحدہ اسناد سے ہیں۔(۴۵) صحیح مسلم اور سنن نسائی میں ایک بھی ثلاثی حدیث نہیں ہے۔(۴۶) البتہ "جامع البخاری" میں' بائیس ثلاثیات ہیں(۴۷) امام دارمی کی سند میں ثلاثیات کی تعداد دیگر کتب سے زیادہ ہے۔

سنن ابن ماجہ کی چند اور خصوصیات:

یہ کتاب دو حیثیتوں میں تمام صحاح ستہ میں ممتاز ہے۔ایک حسن ترتیب یعنی جس خوبی اور عمدگی کے ساتھ احادیث کو باب وار بغیر کسی تکرار کے اس کتاب میں بیان کیا گیا ہے دوسری کتابوں میں نہیں بیان کیا گیا۔

اس کتاب کی دوسری اہم خصوصیت یہ ہے کہ اس میں تقریباً ایک ہزار احادیث ایسی بیان کی گئی ہے جو صحاح ستہ کی دیگر کتب میں نہیں پائی جاتیں۔مولانا نعمانی نے اس وجہ سے کہا ہے کہ اس کتاب کی افادیت دیگر کتب سے زیادہ بڑھ گئی ہے۔

زوائد ابن ماجہ کے سلسلہ میں روایات کے بارے میں یہ وضاحت کردی گئی ہے کہ یہ زوامد ابن ماجہ سے ہے اور اس کی سند میں فلاں فلاں راوی ضعیف ہے۔مثلاً ''باب الایمان'' کی روایت ۶۵ کے ضمن میں راوی عبدالسلام بن صالح ابو الصلت الفروی کے بارے میں یہ جرح موجود ہے۔ "فی الزوائد" إسناد هذا الحديث ضعيف لا تفاقهم على ضعف ابى الصلت الفروى "(۴۷)

اسی طرح باب ذکر الديلم و فضل قزوين " کی دونوں روایات کے ضمن میں اسناد و متن پر جرح موجود ہے(۴۸) مختلف بلاد کی جو مخصوص روایات ہیں انکے بارے میں وضاحت کردی گئی ہے کہ هذا الحديث الرملين ليس الاعندهم "یا"هذا الحديث المصرين "یا "هذا الحديث الرقين (۴۹) وغیرہ۔بعض احادیث کے ذیل میں ایسے اشارات دیئے گئے ہیں جن سے حضورﷺ کے زمانے کے حالات و واقعات پر روشنی پڑتی ہے۔

ثلاثیات کے اعتبار سے بھی سنن ابن ماجہ کو ایک خصوصیت حاصل ہے۔مختصر یہ کہ سنن ابن ماجہ ایک جلیل القدر کتاب ہے(۵۰) اور امام ابن ماجہ ایک عالم متبحر' علامہ ابن کثیر' اپنی مشہور کتاب ''البدایہ والنہایہ'' میں فرماتے ہیں۔

''ان کی یہ کتاب اس بات کو واضح دلیل ہے کہ یہ بہت بڑے عالم متبحر تھے اور ان کو حدیث پر پوری واقفیت تھی اور مسائل اصولیہ اور فروعیہ میں سنت کے متتبع تھے اس کی ساری حدیثیں معدودے چند کے سوا صحیح اور قابل قبول ہیں۔(۵۱)

ڈاکٹر سعد صدیقی اس کتاب کے بارے میں اپنا تاثر ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں۔ائمہ اسماء الرجال کے نزدیک سنن ابن ماجہ کے اکثر رجال ثقہ و عادل ہیں اور آپ کی اس کتاب کو ان حضرات نے اہل علم کے لئے عموماً اور فقہائے محدثین کے لئے خصوصاً نافع و مفید تسلیم کیا ہے''(۵۲)

حواشی و تعلیقات

تاریخ علم حدیث میں آپ اسی نام ''ابن ماجہ'' سے مشہور ہیں تاہم اس بارے میں اختلاف ہے۔ بعض اسے دادا کا نام سمجھتے ہیں جو صحیح نہیں ہے، بعض کا قول ہے کہ یہ آپ کی والدہ ماجدہ کا نام ہے۔ (ملاحظہ ہو مولانا عبدالرشید نعمانی کی کتاب ''امام ابن ماجہ اور علم حدیث''، اصح المطالع آرام باغ، کراچی، سن ندارد، ص ۲) نیز دیکھئے اردو دائرہ معارف اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، ۱۹۶۴، جلد اول، ص ۶۷۲۔ مزید ملاحظہ کیجئے۔ مولانا عبدالحمید سواتی سنن ابن ماجہ ترجمہ و شرح ''مرتبہ لعل دین'' مکتبہ دروس القرآن، گوجرانوالہ، طبع اول نومبر ۱۹۹۷، ص ۱۳۔ ابن ماجہ کے حالات زندگی'' کے لئے مولانا گل محمد رئیس کا مضمون ''امام ابن ماجہ'' مطبوعہ ماہنامہ ''الابار'' گوجرانوالہ، جلد نمبر ۱، شمارہ ۸ مئی ۲۰۰۱، ص ۱۸

۲۔ قزوین کی طرف نسبت ہے جو عراق عجم کا مشہور شہر ہے۔ (امام ابن ماجہ اور علم حدیث، ص ۴) ڈاکٹر خالد محمود صاحب نے اپنی کتاب ''آثار الحدیث'' میں قزوین کو ایران کا شہر قرار دیا ہے (آثار الحدیث، دار المعارف، لاہور، اشاعت اول ۱۹۸۸ء جلد دوم)

۳۔ امام ابن ماجہ اور علم حدیث، ص ۹، مولانا محمد حنیف ندوی نے دو تاریخیں لکھی ہیں ۲۰۷ھ اور ۲۰۹ھ ملاحظہ ہو آپ کی تصنیف ''مطالعہ حدیث'' ادارۂ ثقافت اسلامیہ، لاہور، طبع دوم، ۱۹۸۷، ص ۲۱۳۔

۴۔ امام ابن ماجہ اور علم حدیث، ص ۹، اس ضمن میں اکثر مصنفین نے اسی کتاب سے استفادہ کیا ہے۔ چنانچہ کم و بیش حضرات نے یہی لکھا ہے کہ ابن ماجہ کے حالات خاص طور پر بچپن پردہ اخفا میں ہیں۔

۵۔ امام ابن ماجہ اور علم حدیث، ص ۹ ۶۔ آثار الحدیث، جلد دوم، ص ۳۲۶

۷۔ امام ابن ماجہ اور علم حدیث ص ۱۰ ۸۔ مولانا عبدالحمید سواتی، ترجمہ و شرح ابن ماجہ، ص ۱۷

۹۔ اردو دائرہ معارف الاسلامیہ، لاہور، جلد اول ص ۶۷۲ ۹A۔ امام ابن ماجہ اور علم حدیث ص ۹

۱۰۔ مولانا وحید الزمان خان ''سنن ابن ماجہ (مترجم) اہلحدیث اکادمی، لاہور، سن ندارد، جلد اول، ص ۱۷

۱۱۔ آثار الحدیث، جلد دوم، ص ۳۲۷

۱۲۔ امام ابن ماجہ اور علم حدیث، ص ۲۳۲، ۲۳۳، یہ حوالہ مولانا نعمانی نے ''مقدمہ ابن صلاح'' مطبوعہ حلب، ص ۳۸۷۔ اور فتح المغیث کی مدد سے اس پر حواشی تحریر کئے ہیں ''یہ ان مقاصد سے خالی ہے جن پر مصنفین کتب خمسہ نے بڑی توجہ دی ہے اور جن پر غور و تدبر سے محدث کو مشق ہوتی ہے۔ خاص طور پر جبکہ اس میں نہایت ضعیف بلکہ منکر حدیثیں ہیں (امام ابن ماجہ اور علم حدیث ص ۲۳۳)

۱۳۔ آثار الحدیث، جلد دوم ص ۳۲۷ ۱۴۔ امام ابن ماجہ اور علم الحدیث، ص ۲۳۴

۱۵۔ ڈاکٹر خالد علوی ''حفاظت حدیث'' المکتبہ علمیہ، لاہور، فروری ۱۹۹۲ء ص ۲۴۵

۱۶۔ آثار الحدیث، جلد دوم ص ۳۲۷ ۱۷۔ امام ابن ماجہ اور علم حدیث، ص ۲۳۵

۱۸۔ امام ابن ماجہ اور علم حدیث، ص ۲۳۴ ۱۹۔ امام ابن ماجہ اور علم حدیث، ص ۲۳۷

۲۰۔ امام ابن ماجہ اور علم حدیث' ص۲۴۲

۲۱۔ مولانا عبدالصمد صارم' تاریخ الحدیث'' مکتبہ معین الادب' لاہور' ۹ نومبر۱۹۶۳ء' ص۲۲۰

۲۲۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ' جلد اول' ص۳۲۸

۲۳۔ آثار الحدیث' جلد دوم' ص۳۲۸

۲۴۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ' جلد اول' ص۶۷۳

۲۵۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ' جلد اول' ص۶۷۳

۲۶۔ امام ابن ماجہ اور علم حدیث' ص۲۳۹

۲۷۔ امام ابن ماجہ اور علم حدیث' ص۲۳۹

۲۸۔ پورے متن کے لئے ملاحظہ ہو''سنن ابن ماجہ'' عیسیٰ البابی الحلبی وشرکتہ' مصر' سن ندارد' الجزاول' ص۲۶

۲۹۔ حافظ شہاب الدین بوصیری المتوفی (۸۴۰ھ) ہیں آپ نے روائد ابن ماجہ پر ایک مستقل کتاب تصنیف کی ہے۔ جس میں ہر روایت کی اسناد کے متعلق اس کی صحت وضعف کو بیان کر دیا ہے۔ یہ کتاب اگر چہ ناپید ہے لیکن خوش قسمتی سے محدث ابوالحسن سندی نے اپنی شرح ابن ماجہ میں اس سے تمام ضروری چیزیں نقل کر دی ہیں (امام ابن ماجہ اور علم حدیث' ص۲۴۱)

۳۰۔ ملاحظہ فرمائیں ''سنن ابن ماجہ'' جلد اول

۳۱۔ حضرت زینب بنت جحشؓ

۳۲۔ امام ابن ماجہ' علم حدیث' ص ۲۴۰۔

۳۳۔ ملاحظہ فرمائیں۔ سنن ابن ماجہ۔

۳۴۔ امام ابن ماجہ اور علم حدیث ص ۲۴۱

۳۵۔ امام ابن ماجہ اور علم حدیث ص ۲۴۱

۳۵A۔ صحیح البخاری' دارالاشاعت' کراچی' باب الاذان' ص۳۳۲

۳۶۔ امام ابن ماجہ' علم وحدیث' ص۲۴۴

۳۷۔ امام ابن ماجہ' علم وحدیث' ص۲۴۴

۳۸۔ صحیح البخاری' جلد دوم' کتاب الانبیاء' ص۴۷۰

۳۹۔ امام ابن ماجہ اور علم حدیث' ص ۲۴۴

۴۰۔ امام ابن ماجہ اور علم حدیث' ص ۲۴۴

۴۱۔ امام ابن ماجہ اور علم حدیث' ص ۲۴۲

۴۲۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ' جلد اول ' ص۶۷۸

۴۳۔ آثار الحدیث' جلد دوم' ص۳۲۶۔۳۲۷

۴۴۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ' جلد اول' ص۶۷۸

۴۵۔ آثار الحدیث' جلد دو ' ص۳۲۶

۴۶۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ' جلد اول' ص۶۷۸

۴۶A۔ آثار الحدیث' جلد دوم' ص۳۲۷

۴۷۔ سنن ابن ماجہ' الجزالاول' ص۲۶

۴۸۔ سنن ابن ماجہ' الجزالثانی' ص۹۲۸'۹۲۹

۴۹۔ امام ابن ماجہ' اور علم الحدیث' ص۲۴۲

۵۰۔ امام ابن ماجہ' اور علم الحدیث' ص ۲۳۱

۵۱۔ ابن کثیر' علامہ حافظ ابوالفداءعمادالدین' تاریخ ابن کثیر'' البدایہ والنہایہ) نفیس اکیڈیمی' کراچی' طبع اول' فروری ۱۹۸۹' جلد ۱۱' ص۱۶۱

۵۲۔ محمد سعد صدیقی ڈاکٹر' ''علم حدیث اور پاکستان میں اس کی خدمت'' شعبہ تحقیق قائداعظم لاہوری' لاہور' طبع اول' ۱۹۸۸ء ص۲۹۹۔

مولانا عبدالرحمان قاسمی *

زیب و زینت کے شرعی حدود

آرائش و زیبائش جو انسانی فطرت کا ایک حصہ ہے اسلام نے اس شعبہ میں بھی انسانوں کی رہنمائی کی ہے۔ اور دین فطرت نے بنو آدم کو ستر عورت اور لباس شرعی سے زینت کا حکم دیا ہے' یبنی آدم خذوا زینتکم عند کل مسجد ۔''اے انسانو! ہر نماز کے وقت اپنی زینت اختیار کرو''۔[۱]

اور تمام مفسرین کا اس بات پر اجماع ہے کہ زینت سے مراد ستر عورت کے بقدر لباس پہننا ہے [۲] لیکن اسلام نے لباس کے معاملہ کو بھی خواہشات نفس پر نہیں چھوڑا' جس کی وجہ یہ ہے کہ فطرت انسانی کو خطرہ لاحق تھا کہ شیطانی انفعال و وساوس اور زینت کی رعنائیاں کہیں فطرت صحیحہ کو بالخصوص صنف نازک کی نسوانیت کو عریانیت اور بے پردگی کا دلدادہ نہ بنادیں' کیونکہ نبی صادق و مصدوق نے ہم کو بہت پہلے خبر دے دی تھی۔ سیکون فی آخرامتی نساء کاسیات عاریات'' میری امت کے اخیر دور میں ایسی عورتیں ہوں گی جو دیکھنے کو لباس پہنے ہوں گی حالانکہ حقیقت میں وہ ننگی ہوں گی۔ [۳] علامہ ابن عبدالبر نے اس حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اس سے وہ عورتین مراد ہیں جو نام کا معمولی لباس پہن لیتی ہیں اور حقیقتاً وہ بے پردہ ہوتی ہیں۔ [۴] اللہ تعالیٰ کا یہ بہت بڑا احسان ہے کہ اس نے احکام لباس کو بیان فرمایا۔

ویسے تو لباس کے احکام عمومی ہیں مرد عورت سب کے لئے ہیں لیکن چونکہ مردوں کو عام طور پر آرائش و زیبائش اور اسباب زینت مثلاً ریشمی' زعفرانی اور گہرے لال رنگ کے کپڑوں کے استعمال سے منع کیا گیا ہے اسی لئے زیر نظر مضمون میں بالخصوص عورتوں کے لباس و تزئین سے بحث ہوگی اور شرعی حدود کے آئینہ میں زیب و زینت کے طریقوں کا جائزہ لیا جائے گا۔

تزئین و آرائش عورت کا بنیادی حق ہے میک اپ اور بناؤ سنگار کرنا عورت کی فطرت کے عین مطابق ہے اس لئے شریعت مطہرہ راہ اعتدال میں رہ کر عورت کو اپنے محل میں تزئین کا حکم دیتی ہے یہ الگ بات ہے کہ شریعت اس غلو کی اجازت نہیں دیتی جو آج کل اس میں کیا جارہا ہے' آج کی تزئین اپنے شرعی حدود اور اس کے تقاضوں سے ہٹ کر

---

* نائب صدر مدرس دارالعلوم حیدرآباد

نمائش کے جذبہ سے بہت قریب ہوگئی ہے۔ افسوس کہ جن عورتوں کو قدرت نے شمع خانہ بنایا تھا اب وہ شمع محفل بننے پر نازاں ہیں اور عصمت و آبرو شرم و حیاء جن کا سب سے بڑا زیور تھا آج وہ مغربیت کے سیلاب میں کودنے کو تیار ہیں۔ آج زیبائش و آرائش کے نئے نئے طریقے اور نئی نئی وضعیں اپنائی جارہی ہیں۔ لباس و زیورات اور جسمانی خدوخال کے اظہار میں مغرب پرستی کا رجحان بڑھتا جارہا ہے' بیوٹی پالروں کے ایجاد کردہ فیشن اور ٹیلی ویژن وغیرہ کے بے ہودہ چینلز نے معاشرہ میں تزئین سے بیجا دلچسپی کا ایک طوفان کھڑا کردیا ہے جس کے مہلک اثرات آئے دن ہمیں دیکھنے میں آرہے ہیں۔

<u>موجودہ زمانہ میں زینت کے طریقے:</u>

<u>لباس:</u> موجودہ زمانہ میں مغربیت نے تہذیب شائستگی کے روپ میں برہنگی اور عریانیت کو جنم دیا۔ یہ شائستہ عریانگی دور جاہلیت سے بہت آگے بڑھ کر ایک مستقل فن بن گئی ہے۔ عرب عورتیں بالعموم ایسا ریشمی قمیص پہنتی تھیں جن میں موتی جڑے ہوتے اور بغلوں کے دونوں جانب کھلے ہوتے تھے اسی کے بارے میں حضور اکرم ﷺ نے "کاسیات عاریات" فرمایا کہ نام کے معمولی لباس پہن لیتی ہیں حالانکہ حقیقتاً وہ بے پردہ ہوتی ہیں۔ خیر یہ تو اس دور کی بات ہے جسے دور جاہلیت کہا جاتا تھا۔ مگر آج کے جس دور کو تہذیب و تمدن کا دور کہا جارہا ہے۔ اس میں تو عورتوں کا معیار برہنگی اور بھی بڑھ چکا ہے۔ شانہ پشت اور پنڈلیوں کا ایک بڑا حصہ کھلا رہتا ہے۔ سر پر خمار اور چادروں کا تو سوال ہی نہیں۔ اور کپڑوں کی بناوٹ جسم کی ساخت کو خوب ابھارنے والی ہوتی ہیں' حالانکہ شریعت میں اس کی قطعاً اجازت نہیں۔ عورت کے لئے لباس شرعی تو وہ ہے جو عورت کے بدن کا استیعاب کرے' کشادہ ہو تنگ نہ ہو' موٹا ہو باریک نہ ہو' یعنی مکمل ستر اور پردہ ہو اسی طرح لباس شہرت اور نمائش کا نہ ہو اور مردوں کے کپڑے کے مشابہ نہ ہو۔

<u>تستر کلی:</u> مکمل پردہ کے لئے قرآن حکیم اور سنت مطہرہ میں چار چیزوں کا تذکرہ آتا ہے۔

۱۔ اوڑھنی یعنی جس کے ذریعہ عورت اپنا سر ڈھکتی ہے' زمانہ جاہلیت میں بھی عورتیں اوڑھنی کا استعمال کرتی تھیں مگر سر ڈھانکنے کی بجائے پیچھے باندھتی تھیں۔ (۵) گردن' کان' سینہ وغیرہ کھلا رہتا تھا۔ جس سے زیورات اور اعضائے محرمہ دکھائی دیتے تھے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم آیا "ولیضربن بخمرھن علی جیوبھن"، عورتوں کو اپنی اوڑھنیاں سینوں پر ڈال کر رہنا چاہیے۔ (۶) لہٰذا مسلمان عورتوں پر لازم ہے کہ وہ ایسا خمار (اوڑھنی) استعمال کریں جو ان کے سر' گردن' سینے' زیورات وغیرہ کو ڈھانپ لے اور اپنی اوڑھنی کو سروں پر ڈال کر نیچے تک لٹکا لیا کریں۔

۲۔ <u>پاجامہ:</u> ایسا لباس جو ناف سے لے کر ٹخنوں تک چھپائے خواہ پاجامہ یا شلوار کی شکل میں ہو یا ساڑھی وغیرہ کی صورت میں ہو' گو کہ حدیث میں آنے والے لفظ سراویل کا اطلاق اکثر و بیشتر پاجامہ شلوار وغیرہ ہی پر ہوتا ہے لیکن

چونکہ مقصد تستر و پردہ ہے اس لئے ساڑھی وغیرہ بھی اس میں داخل ہو جائے گی۔ البتہ زیادہ پردہ چونکہ پاجامہ میں ہے اس لئے پاجامہ ہی اصل ہے' بہرحال حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ ایک بار نبی کریم ﷺ کے پاس میں بیٹھا ہوا تھا اتنے میں ایک عورت گدھے پر گزری' گدھے کا اگلا پیر کسی گڑھے میں گر گیا' جس کی وجہ سے عورت بھی گر پڑی' نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

''اللهم اغفر للمتسرولات من امتی' یاایها الناس اتخذو السراویلات فانها من استریثابکم''

''اے اللہ میری امت پاجامہ پہننے والیوں کی مغفرت فرما۔ اے لوگو! تم لوگ بھی پاجامے بناؤ' کیونکہ وہ تمہارے کپڑوں میں سے زیادہ ساتر ہے۔''(۷) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سراویل مستحب ہے۔

۳۔ <u>کپڑوں کو خوب نیچے رکھنا:</u> اگرچہ مردوں کو ایک حد کے بعد اس کی اجازت نہیں' جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ ''عن ابی عمر رضی الله عنه ان رسول الله ﷺ قال لا ینظرن الله الی من جرثوبه خیلاء''

''ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ایسے شخص کی طرف قیامت کے دن نہیں دیکھے گا جو اپنے کپڑے تکبر کی وجہ سے گھسیٹتا ہو۔''(۸) اسی طرح ایک دوسری حدیث میں ہے: قال ما اسفل من الکعبین من الازار ففی النار ''حضرت ابوہریرۃؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ پاجامہ کا جو حصہ ٹخنوں سے نیچے ہو وہ جہنم میں ہوگا۔''(۹)

لیکن عورتیں اس وعید سے مستثنیٰ ہیں' اور ان کے لئے سدل ثوب (نیچے تک لباس رکھنا) مطلوب ہے جیسا کہ حدیث میں آتا ہے کہ ان ام سلمه زوج النبی ﷺ قالت لرسول الله ﷺ حین ذکر الازار: فالمرأة یا رسول الله ؟ قال ترخی شبرا' قالت ام سلمة: اذن ینکشف عنها' قال: فذراع لا یزید علیه ''حضرت ام سلمہ نے نبی کریم ﷺ کے سدل ازار کی وعید کے وقت کہا کہ عورت کیا کرے؟ تو آپ نے فرمایا: ایک بالشت یا ایک ہاتھ لٹکا لیا کرے اس پر اضافہ نہ کرے۔''(۱۰)

تو نبی کریم ﷺ نے عورتوں کو کپڑوں کو نیچا تک رکھنے کی اجازت مرحمت فرمائی' تاکہ ان کے لئے زینت کے ساتھ پردہ بھی ہو جائے۔

۴۔ چوتھا کپڑا جس کا ذکر قرآن و حدیث میں آتا ہے وہ ایک ایسی لمبی چادر ہے جو اوپر سے نیچے تک خوب اچھی طرح بدن کو ڈھانپ لے' موجودہ زمانے میں اس کے لئے برقعہ استعمال کیا جاتا ہے'(۱۱) ضرورت کے مواقع پر جب عورت کو گھر سے باہر جانا پڑ جائے تو برقعہ یا کوئی ایسی چادر اوڑھ کر نکلے کہ سر سے پاؤں تک اس میں لپٹی ہوئی ہو اور چہرہ

ہتھیلی وغیرہ بھی چھپے ہوئے ہوں، بقدر ضرورت آنکھ کھلی رہ سکتی ہے، لیکن موجودہ زمانہ میں ایسی بیٹیاں موجود ہیں کہ آنکھ کھولنے کی بھی ضرورت نہیں، ارشاد خداوندی ہے "یا یھا النبی قل لازواجک وبناتک ونساء المؤمنین یدنین علیھن من جلابیبھن" "اے نبی اپنی ازواج مطہرات اور بنات طاہرات اور عام مومن عورتوں کو حکم دے دیں کہ وہ اپنی چادروں کا کچھ حصہ اپنے اوپر لٹکا لیا کریں۔"(۱۲)

لیکن افسوس کہ آج کل تو برقعہ تک کو فیشن کا روپ دیدیا گیا ہے اسکے لئے انتہائی بھڑکدار اور چمکیلے کپڑے کا استعمال کیا جاتا ہے، پھر سلائی بھی کچھ اس انداز کی کہ پردہ کے بجائے اظہار زینت کا سامان بن کر رہ گیا ہے۔ اور پردے میں بے پردگی ہو رہی ہے۔

۵۔ تنگ لباس: عورت کا پورا لباس کشادہ ہونا چاہئے، نہ کہ تنگ۔ تنگ لباس سے عورت کے جسم واعضا اور حجم واضح ہو جاتے ہیں جو شرعاً ممنوع اور حرام ہے۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ نے قبطی لباس سے منع فرمایا ہے۔ یہ قبطی لباس مصر کے ایک مقام کی طرف منسوب ہے اور یہ انتہائی تنگ ہوا کرتا تھا، اس لئے آپ نے فرمایا انی اخاف ان تصف حجم عظامھا مجھے اندیشہ ہے کہ اس سے عورتوں کے جسم کا حجم واضح ہو جائے گا۔ اور قرآن میں کہا گیا ہے "ولا یبدین زینتھن" "اپنی زینت یعنی جسم کو ظاہر نہ کریں(۱۴) جس سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت کے جسم و اعضاء کو بھی زینت سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اور اس کے تبرج واظہار سے منع کیا گیا ہے۔ موجودہ زمانے میں عورتیں اسی ممنوعہ طریقہ کو اپنا کر اظہار وزینت کرتی ہیں، حالانکہ ایسے لباس طبی اعتبار سے بھی صحت کے لئے مضر ہیں، کیونکہ تنگ کپڑوں سے یا تو جسم پر رگڑ پڑتی ہے یا ہوا کا داخلہ متاثر ہوتا ہے، اور دونوں ہی مضر ہیں، چنانچہ ماہرین امراض کا کہنا ہے کہ اس سے الرجی، وائرس، اگیزیما اور دیگر جلدی امراض پیدا ہوتے ہیں۔(۱۵)

لباس شہرت: لباس شہرت یعنی ایسا کپڑا کہ لوگوں کی نگاہیں اس کی طرف اٹھیں، یا خود کو لوگوں پر برتر ظاہر کرنے کے لئے پہنا جائے۔ چاہے وہ شہرت رنگ کی وجہ سے یا ہئیت وصورت کی وجہ سے، شریعت نے ایسے کپڑے کے استعمال سے منع فرمایا ہے۔ من لبس ثوب شھرۃ فی الدنیا البسہ اللہ ثوب مذلۃ یوم القیامۃ ثم الھب فیہ نارا۔ جو شخص لباس شہرت دنیا کے اندر پہنے گا اس کو قیامت میں ذلت کا لباس پہنایا جائے گا۔ پھر اس لباس میں آگ لگادی جائے گی۔(۱۶)

معلوم ہوا کہ مرد وعورت کو ایسے لباس سے احتیاط کرنی چاہیے۔ لیکن عورتوں کے لئے یہ لباس اس وقت ممنوع ہے جب شوہر کے علاوہ کسی دوسری محفل وغیرہ میں شرکت کے لئے ہو، تاکہ اس کو خیرہ نگاہوں سے دیکھا جائے خصوصاً ہمارے زمانے میں عورتوں کا یہ مزاج بن گیا ہے کہ شوہروں کے علاوہ محفلوں کے لئے زیب وزینت کرتی ہیں اور ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کرتی ہیں جو ممنوع ہے۔

مردوں کے جیسے لباس: مردوں کے لئے عورتوں کے مشابہ اور عورتوں کے لئے مردوں کے مشابہ لباس پہننا حرام ہے۔ خواہ وہ مشابہت رنگت کے اعتبار سے ہو یا بناوٹ اور تزئین کے اعتبار سے ہر ایک ممنوع ہے۔ جب کہ موجودہ زمانہ میں مردوں کا یہ عام رحجان بن چکا ہے کہ عورتوں والی زینت اپنانے کی کوشش کرتے ہیں' اسی طرح عورتیں بھی مردوں جیسا لباس اپنانا چاہتی ہیں۔ حالانکہ حدیث میں آتا ہے کہ "لعن رسول الله ﷺ الرجل یلبس لبسة المراۃ و المراۃ تلبس لبسة الرجل" نبی کریم ﷺ نے عورتوں کی مشابہت اختیار کرنے والے مردوں اور مردوں کی مشابہت اختیار کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔[۱۷] اسی طرح غیر مسلموں کی مشابہت بھی حرام ہے۔

جہاں تک عورتوں کا حق تزئین ہے وہ بالکل مسلم ہے' ریشم اور رنگین اور شوخ کپڑوں کا استعمال' زیورات' سرمہ' خوشبو' مہندی وغیرہ سب جائز ہیں جبکہ خاوند کے لئے ہوں' اب رہی یہ بات کہ کیا عورتیں جن چیزوں کے ذریعہ زینت اختیار کرنے میں بالکل آزاد ہیں کہ جس طرح چاہیں زیب و زینت اختیار کر لیں یا اس کا بھی کچھ شرعی حدود ہیں۔ بلاشبہ خواہشات کی تکمیل تو ایک حد تک پسندیدہ ہے لیکن حد اعتدال سے زیادہ دلچسپی کو شریعت نے روا نہیں رکھا ہے' چنانچہ زیب و زینت میں جہاں لباس پر خاص توجہ دی جاتی ہے' وہیں زیوارت اور میک اپ بھی خاص توجہ کا مرکز ہوتے ہیں' اس لئے اب ذرا میک اپ اور زیورات پر ایک نگاہ ڈالتے چلئے۔

زیورات: سونے اور چاندی کے تمام قسم کے زیورات اسی طرح موتی مونگے کے بنے ہوئے زیورات جائز ہیں' شرط یہ ہے کہ اس میں کسی جاندار وغیرہ کی تصویر نہ ہو اور نہ ہی اس میں صلیب اور کفار کی عبادت گاہوں اور شعائر کی تصاویر ہوں' چنانچہ نبی کریم ﷺ نے ایسی چیزوں سے منع فرمایا ہے۔ "قدم رسول الله ﷺ من سفر وقد سترت بقرام لی علی سھوۃ لی فیھا تماثیل' فلما رآہ رسول الله ﷺ ھتکہ" حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے سفر سے آنے کے بعد میرے تصویر والے پردہ کو دیکھا تو اسکو ناراضگی سے پھاڑ دیا۔[۱۸] اس روایت سے تصویر کی شناخت صاف طور پر معلوم ہوتی ہے' کہ تصویر فی نفسہ مذموم ہے چاہے جہاں بھی ہو۔ اسی طرح حضرت عائشہ سے ایک روایت ہے "ان النبی ﷺ لم یکن یترک فی بیتہ شیئا فیہ تصالیب الانقضہ" گھر کی کسی چیز میں بھی اگر صلیب کی تصویر ہوتی تو آپ اس کو توڑ دیتے[۱۹] تو آپ زیورات میں تصویر کو کیسے پسند کرتے اس لئے ایسے زیورات سے بچنا مسلمان عورتوں پر فرض ہے۔ مگر افسوس کہ آج کل جو بھی لاکٹ وغیرہ تیار ہوتے ہیں اس پر بالعموم شوقیہ تصویر بنوائی جاتی ہے۔ حالانکہ تصویر کی حرمت کی وجہ سے ایسے زیورات کے ساتھ دوسری عبادات بھی ناقابل قبول ہوتی ہیں۔

سرمہ: آنکھوں کی خوبصورتی کے لئے سرمہ کا استعمال بالکل جائز ہے لیکن موجودہ زمانہ میں جو اوپر کی پلکوں پپوٹوں

اور آنکھوں کے نیچے کے حصے میں رنگ لگانے کا رواج پڑ چکا ہے۔ وہ نقصان دہ ہونے کی وجہ سے نامناسب ہے اور چونکہ جو چیز طبی نقطہ نگاہ سے غلط اور مضر ہو اسے شریعت بھی ناپسند کرتی ہے‘ اسلئے جو چیز مضر ہو اس سے بچنا چاہیئے‘ البتہ اثمد پتھر سے بنائے گئے سرمہ کا استعمال بالکل جائز ہے‘ بلکہ سنت کے عین مطابق ہے‘ یہ آنکھوں کیلئے فائدہ مند ہے‘ اس سے آنکھوں کی صفائی میں اضافہ ہوتا ہے۔ [20] اور تزئین بھی ہوتی ہے۔ اسی کے حکم میں اور دوسرے سرمے اور کاجل بھی ہیں۔ البتہ سرمہ و کاجل اگر ناجائز چیزوں سے بنائے جائیں تو پھر وہ ناجائز ہو جائیں گے۔ ورنہ جواز میں کوئی شبہ نہیں۔

مہندی: موجودہ زمانہ میں مہندی کو مختلف جگہوں پر استعمال کیا جاتا ہے‘ حتیٰ کہ مہندی کے استعمال میں بھی بے حیائی ہونے لگی ہے۔ چنانچہ اب مہندی کا استعمال صرف ہاتھوں اور پیروں پر ہی نہیں بلکہ پیٹ‘ پیٹھ‘ زیر ناف اور مغربی ممالک میں گھٹنوں کے اوپری حصہ ران وغیرہ پر بھی ہونے لگا ہے۔ ظاہر ہے اس کی ڈیزائننگ خود سے تو کرنا ناممکن ہے اور شوہر کرنے سے رہا۔ چنانچہ عورتیں بیوٹی پارلروں کا چکر لگاتی ہیں یا اس کے باہر مرد یا عورت کو بلا کر یہ کام کرواتی ہیں۔ اور مغربی ممالک میں تو سینہ پر بھی ڈیزائننگ کروانا سننے میں آیا ہے‘ مسلمان عورتیں تک ایسا کرواتی ہیں‘ کہاں گیا ان کے شرو حیا کا زیور؟ ایسے مواقع پر حضرت عائشہ کا وہ حکیمانہ قول یاد آتا ہے۔ "اذا فاتک الحیاء فافعل ماشئت" جب حیاء ہی ختم ہو جائے تو جو چاہے کرو‘ یہ تمام طریقے شریعت میں قطعاً جائز نہیں۔ البتہ شریعت نے مہندی کو صرف جائز ہی نہیں بلکہ احادیث میں شادی شدہ عورتوں کو اس کے استعمال کی تاکید کی گئی ہے۔ ہند بنت عتبہ‘ جو ابوسفیان کی اہلیہ تھیں مہندی کے بغیر آپ نے دیکھا تو ان کے ہاتھوں کو درندوں کے ہاتھ سے مشابہ قرار دیا‘ لہذا عورتوں کو شرعی حدود میں مہندی استعمال کرنا چاہیے۔ [21] اسی طرح کہ ایک عورت نے حضرت عائشہؓ سے اس بارے میں سوال کیا۔ "ماتقولین یا ام المومنین فی الحنا ' فقالت حبیبی ﷺ یعجبہ لونہ ویکرہ ریحہ تو حضرت عائشہؓ نے جواب دیا کہ میرے حبیب علیہ الصلوۃ والسلام اس کے رنگ کو پسند کرتے تھے لیکن اس کی بو کو ناپسند کرتے تھے۔ [22]

خوشبو: خوشبو اور خوشبودار چیز سے بھی زینت حاصل کی جاتی ہے‘ موجودہ زمانہ میں عورتیں مختلف قسم کی خوشبودار چیزیں استعمال کرتی ہیں‘ مثلاً کریم‘ پاوڈر‘ نہاتے وقت پانی میں خوشبو‘ خوشبودار تیل‘ صابن‘ بالوں میں خوشبودار پھولوں کے گجرے وغیرہ۔ اگر یہ چیزیں گھر میں استعمال کی جائیں تو شوہر کے لئے ان کا استعمال پسندیدہ ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ شوہر کی خواہش بھی ہو تو پسندیدگی بڑھ جاتی ہے اور اگر ان کا استعمال باہر جاتے وقت یا مشترکہ گھر میں ہو تو یہ عورت کے لئے ناجائز ہے۔ اور اللہ کے رسول اللہ ﷺ نے لعنت بھیجی ہے‘ قال رسول اللہ ﷺ ایما امراۃ استعطرت فمرت علی قوم لیجدوا من ریحھا فھی زانیۃ" حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ کوئی عورت عطر استعمال کرے اور کسی قوم کے پاس سے گزرے اس خیال سے

کہ لوگ اس کی خوشبو کی طرف متوجہ ہوں تو وہ زانیہ ہے (۲۳)۔ یہی حکم تمام خوشبوؤں اور خوشبودار چیزوں کا ہے اور نبی کریم ﷺ نے تو مرد وعورت کیلئے الگ الگ عطر کی وضاحت کردی ہے' قال رسول الله ﷺ طيب الرجال ظهر ريحه و خفي لونه وطيب النساء ظهر لونه وخفي ريحه' نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مردوں کی خوشبو وہ ہے جس کی خوشبو تو پھیلتی ہو لیکن پوشیدہ ہو اور عورتوں کی خوشبو وہ ہے جس کا رنگ ظاہر ہو اور خوشبو پوشیدہ ہو۔ (۲۴) لہذا عورتوں کیلئے خاص کر شوہر کے علاوہ کیلئے ایسی خوشبو کا استعمال جائز نہیں جس کی خوشبو پھوٹتی ہو۔

بال اور ابرو: حسن کی دنیا میں بالوں کا خاص دخل ہے' عورتوں کے لئے بال خصوصیت سے زینت کا سبب ہیں اور کالے گھنے لامبے بال عورتوں کی خوبصورتی میں شمار ہوتے ہیں۔ حدیث پاک میں بالوں کی حفاظت' صفائی' کنگھی' اور تیل وغیرہ کے ذریعہ مطلوب ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا "من كان له شعر فليكرمه' جس کے بال ہوں وہ اس کی زینت ونظافت کے ذریعہ تعظیم کرے (۲۵) اب یہ اکرام چاہے صفائی ستھرائی کنگھی وغیرہ کے ذریعہ ہو یا خضاب مہندی وغیرہ کے ذریعہ' کیونکہ خضاب بالوں کی چمک اور ان کی صحت مند ومضبوط رکھنے میں اضافہ کرتا ہے' اور جب سفید بال ہو جائیں تو رنگ ہی کے ذریعہ زینت حاصل کی جاتی ہے' تاہم کالے خضاب کا استعمال مردوں کے لئے تو جائز نہیں' البتہ عورتیں کالا خضاب استعمال کرسکتی ہیں' جیسا کہ ڈاکٹر عبدالکریم زیدان نے اپنی کتاب المفصل میں کالے خضاب کو عورتوں کے لئے جائز کہا ہے۔ (۲۶)

دور حاضر میں بالوں کی زینت کے مختلف طریقے رائج ہیں مثلاً بال ترشوانا' بھوں ترشوانا' بال سیدھے گھنگریالے کرانا' بھوں کا چھیلنا اور باریک بنانا وغیرہ وغیرہ' عورتوں کو بال کٹانا یا بال صاف کرانا بالکل جائز نہیں۔ ان کے کاٹنے پر سخت وعید وارد ہوئی ہے اس میں فاجروں فاسقوں اور یہود وکفار کی مشابہت ہے' نیز مردوں سے بھی مشابہت ہے' پھر بھوں کے چھیلنے اور باریک بنانے میں تغیر خلق بھی ہے جو ممنوع ہے اس طرح انتہائی اہتمام کے ساتھ الیکٹرانک آلات کے ذریعہ سیدھا یا گھنگریالے کروانا بھی جائز نہیں' اس میں دو طرح کا نقصان ہے ایک تو شرعاً جائز نہیں فقہا نے اس کو مبالغہ فی الزینۃ اور ارفاء میں داخل کیا ہے۔ عن فضالة كان رسول الله ﷺ ينهانا عن كثير من الافاء (۲۷) دوسرے طبی نقصان بھی ہے' چنانچہ تزئین کے ماہرین بھی اسکو کرنے سے منع کرتے ہیں اور طبی ماہرین کا کہنا ہے کہ اگر اس کے کیمیائی اجزاء سر کی جلد کو لگ جائیں تو بہت ہی مہلک ثابت ہوں گے اور بالوں کی جڑوں اور بالوں کو بھی کمزور کر دیتے ہیں۔

وزن بڑھانا: کبھی ایسا ہوتا ہے کہ فطری حسن کے باوجود کمزوری اور دبلے پن کی وجہ سے حسن میں نکھار نہیں آتا تو ایسی صورت میں عورتیں اپنے شوہر کو لبھانے کیلئے موٹاپے کی جدوجہد کرسکتی ہیں' ہاں مردوں کیلئے ایسا کرنا مناسب نہیں' چنانچہ فتاویٰ ہندیہ میں ہے کہ عورتیں محض اپنے شوہر کی خاطر اگر موٹاپے کی جدوجہد کرتی ہیں تو جائز ہے۔ والمرأة

اذا كانت تسمن نفسها لزوجها فلا باس به ويكره للرجل ذالك " عورت جب اپنے شوہر کے لئے موٹاپا اختیار کرے تو کوئی حرج نہیں۔ (۲۸) امرأة تاكل الفتيت واشباه ذالك لا جل السمن۔ وہ عورت جو موٹاپا کیلئے ثرید وغیرہ کھائے تو کوئی حرج نہیں البتہ چونکہ مردوں کیلئے اس کی ضرورت نہیں اسلئے مکروہ ہے۔ (۲۹)

وزن گھٹانا: عورتوں کا بدن بسا اوقات وضع حمل یا عمر کا کچھ حصہ گزر جانے کے بعد موٹاپے کی وجہ سے بے ڈھب ہو جاتا ہے اور کبھی پیٹ کا نچلا حصہ بھی لٹک جاتا ہے جس کے علاج کے مختلف طریقے رائج ہیں اور ان سے حسن کی دوبالگی تناسب اعضا اور وزن کے گھٹانے کا فائدہ حاصل کیا جاتا ہے اس لئے ایسی صورت میں یہ بات ذہن میں رہنی چاہیے کہ اس زمانہ میں فاسق عورتوں کا خاص طور پر یہ شعار ہے کہ بدن کو متناسب بنا کر لوگوں کے سامنے ان کی نمائش کے لئے ریاضت اور عمل جراحی کرتی ہیں' جو قطعاً جائز نہیں البتہ عمل جراحی کے علاوہ یہی فوائد اگر ورزش وغیرہ کے ذریعہ حاصل کئے جائیں اور مکمل پردہ میں رہ کر ورزشیں ہوں تو درست ہے' اس میں کوئی حرج نہیں۔

چہرہ کی زینت: زیب وزینت کا سب سے عظیم مرکز اور تزئین و آرائش کا اولین محور تو چہرہ ہی ہے پھر چہرہ کی تزئین میں جدت وندرت کیونکر نہ ہو؟ جب کہ تمام تر فتنہ سامانیاں اسی کی رہین منت ہیں اور لہو ولعب کی گلکاریوں میں اسی کا کردار مرکزی ہوتا ہے اس لئے ناممکن تھا چہرہ کی تزئین پر مطلوبہ تزئین سے آگے بڑھ کر دلآویزیوں کے نت نئے روپ نہ اپنائے جاتے' چنانچہ چہرہ کی تزئین مختلف انداز سے کی جاتی ہے۔ کبھی تو رنگ نکھارنے کیلئے چہرہ پر کسی کریم یا لوشن کی مالش کروائی جاتی ہے تا کہ آنکھ کے حلقے اور ٹھوڑی وغیرہ میں نکھار آجائے اور جلد میں چمک پیدا ہو جائے یہ طریقہ شرعاً ممنوع ہے اور حدیث پاک میں اس عمل پر لعنت وارد ہوئی ہے۔ كان النبي ﷺ يلعن القاشرة والمقشورة ' نبی کریم ﷺ ایسی عورتوں پر لعنت بھیجتے ہیں جو مالش کرتی یا کراتی ہیں۔ (۳۱) لیکن اگر چہرہ پر کوئی داغ کیل مہاسے ہوں اور ان کو دور کرنے کیلئے کسی کریم وغیرہ کا استعمال خود سے کیا جائے تو درست ہے البتہ چہرے کی جھریوں کو دور کرنے یا کسی دوسری تزئین کے لئے دوا کا علاوہ سرجری وغیرہ کرانا تغیر خلق اللہ کے اندر داخل ہے لہذا یہ بھی درست نہیں ہاں بعض عورتوں کے چہرہ پر خلاف طبع بال وغیرہ آجاتے ہیں تو اگر تغیر خلق کے بغیر دوا وغیرہ کے ذریعے بال ختم کرنا ممکن ہو تا ایسا کرنا بھی درست ہے۔" كما قال العيني الحنفي لا تمنع الادوية التي تزيل الكلف وتحسن الوجه للزوج فلا اری باسا" (۳۲)

چہرہ کی تزئین سے متعلق کچھ باتیں تو " سرمہ" وغیرہ کے ذیل میں آچکی ہیں البتہ چہرہ کی زینت میں دانت اور ہونٹ کو بھی غیر معمولی دخل واہمیت حاصل ہے چنانچہ جن کے سامنے والے دانت بڑے یا ابھرے ہوئے ہوتے ہیں وہ اپنے دانتوں کو گھسواتی ہیں' علاوہ ازیں دانتوں کے درمیان کشادگی کی جاتی ہے اور یہ بات بالعموم معمر عورتوں میں پائی جاتی ہے تا کہ وہ کم عمر معلوم ہوں کیونکہ کم عمر والی عورتوں کے دانتوں میں کشادگی ہوتی ہے۔ بہر حال دانتوں کو گھسوانا یا

ان کے درمیان کشادگی کروانا' اگر علاج کی غرض سے ہو تب تو درست اور مباح ہے ورنہ اسے تغییر خلق اور اللہ کی بناوٹ میں تبدیلی سے تعبیر کیا جائے گا۔ جس کے حرام ہونے پر نص وارد ہے۔ جیسا کہ آئندہ آئے گا اس لئے ایسی تزئین سے گریز کرنا چاہیے جس میں تغییر خلق پائی جارہی ہو' البتہ ہونٹوں پر لگانے والا لپ اسٹک یا میاٹ لپ اسٹک جو بھی ہو اگر اس کی تہیں اس طرح جم جائیں کہ پانی ہونٹوں تک نہ پہنچ سکے تو چونکہ اسی صورت میں وضو درست نہیں ہوگا اس لئے جن دنوں نماز پڑھنا ضروری ہے ان دنوں ایسا لپ اسٹک کرنا جائز نہیں ہے اور جن دنوں نماز سے رخصت ہے ان دنوں ہر طرح کا لپ اسٹک استعمال کرنے کی اجازت ہے کیونکہ ہندوستان میں بننے والے لپ اسٹک کے بارے میں تحقیق سے ثابت ہو چکا ہے کہ اس میں خنزیر کی چربی نہیں ہوتی لہذا جواز میں تو شبہ نہیں البتہ طبی نقطہ نگاہ سے لپ اسٹک کا استعمال بھی نقصان دہ ہے' اس لئے اس کا استعمال نہ کرنا ہی بہتر ہے۔

بہرحال یہاں تک تو اسلامی نقطہ نگاہ سے چہرہ کی تزئین کی حد بتلائی گئی' اب ذرا فیشن پرستی میں مدہوش میک اپ کرنے کے نقصانات کا بھی جائزہ لے لیجئے کہ حفظان صحت کے ایک مشہور مغربی مفکر کا اعتراف ہے کہ فیشن اور رواج کی دنیا نے ہمیں صرف دھوکہ اور فریب دیا ہے میک اپ عورتوں کے حسن کے لئے تھا۔ لیکن جتنا نقصان اس نے حسن نسواں کو دیا ہے شاید ہی کسی چیز نے دیا ہو جنگوں نے ماحول اور حالات بدلے بارود نے تباہ کاریوں کی انتہا کر دی لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس کا نقصان کم ہے بہ نسبت اس نقصان کے جو میک اپ سے ہوا ہے۔ (۳۳)

لیجئے جس مغرب کی تقلید میں ہم نے فیشن کو اپنایا تھا اسی مغرب کے ایک مفکر کا کہنا ہے کہ میک اپ میں سراسر نقصان ہی نقصان ہے گویا:

باغباں نے آگ دی جب آشیانے کو مرے
جن پہ تکیہ تھا وہی پتے ہوا دینے لگے

تاہم ذرا نقصان کی تفصیل بھی دیکھئے کہ جس مقصد سے ہمارا معاشرہ میک اپ کا دلدادہ ہے اسی مقصد پر کتنی کاری ضرب لگ رہی ہے چنانچہ میک اپ کے خطرناک کیمیکل پر جدید سائنس نے جو تحقیقات کی ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ چہرہ کے مہاسے' چہرے پر سیاہ دانے' لیس دار تھیلی نما مہاسے' کیل اور چھائیاں' ناک پر دانوں کا بگاڑ عام پھوڑے پھنسیاں' داد اور پھپھوند سے پیدا ہونے والے امراض سب کے سب میک اپ میں استعمال ہونے والے کیمیکل کا نتیجہ ہیں۔

ہائے افسوس قلم کا یارا نہیں کہ اب کیا لکھے کیونکہ جدید سائنس نے تو پورا گھروندا ہی تباہ کر ڈالا' اور جس فائدہ کے لئے ہمارا معاشرہ اربوں روپئے پھونکتا چلا جارہا ہے اس سے فائدہ تو کجا نقصانات کی ایک فہرست ہے اور کچھ نہیں کاش اب بھی عالم انسانیت اپنی فطرت کی طرف لوٹتی' اور اسلامی زیب و زینت کو اپنا کر دنیوی فوائد کے ساتھ اخروی ثواب کا ذخیرہ جمع کرنے لگتی۔

مصنوعی چوٹی: حسن کی بارگاہ میں دراز گیسو اور گھنیرے بالوں کی قدر و منزلت سے کون انکار کر سکتا ہے۔اسی لئے تو جن عورتوں کے بال قدرے چھوٹے ہوتے ہیں ۔وہ مصنوعی بالوں کا استعمال کرتی ہیں۔اور نہیں تو کم از کم اتنا ضرور ہے کہ مصنوعی چوٹیوں کا استعمال آج کل کی عورتوں کا ایک عام سا معمول بن گیا ہے ۔مصنوعی چوٹیاں کبھی تو دھاگے اور ریشم کی ہوتی ہیں، اور کبھی کسی انسان یا جاندار کے بالوں کی بنائی جاتی ہیں، بعض علماء نے تو بالوں کے ساتھ کسی بھی چیز کے جوڑنے سے مطلقاً منع فرمایا ہے۔کیونکہ حدیث میں آتا ہے "لعن الله الواصلة والمتوصلة والواشمة والمستوشمة" نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کی لعنت ہو بال جوڑنے والی اور لگوانے والی پر اور گودنے اور گودوانے والی پر [۳۵] اس طرح ایک دوسری حدیث ہے "ان النبی ﷺ زجر ان تصل المرأة برأسها شیئا" [۳۶] ان احادیث کی روشنی میں امام طبرانی، امام مالک، حافظ ابن حجر نے اس کو مطلقاً ممنوع کہا ہے۔ یہاں تک کہ ابن حجر نے اس قول کو جمہور کی طرف منسوب کر دیا ہے، لیکن امام نووی اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں کہ وہ بال جو جوڑے گئے ہیں، اگر انسان کے ہیں خواہ مرد کے ہوں یا عورت کے، محرم کے ہوں یا غیر محرم کے بہر صورت حرام ہیں، اسی طرح مردار یا غیر ماکول اللحم جانور کے بال ہوں تو بھی حرام ہیں، البتہ اگر ماکول اللحم جانور ہو تو صرف شادی شدہ عورتوں کے لئے جائز ہے۔غیر شادی شدہ کے لئے تو کسی بھی طرح جائز نہیں ۔یہی رائے امام شافعی کی بھی ہے۔لیکن فقہائے احناف نے اس حدیث کے تحت انسانی بالوں کے استعمال کو تو مطلقاً حرام کہا ہے۔البتہ غیر انسان کے پاک بالوں اور اونی ریشمی اور سوتی دھاگوں کے استعمال کی اجازت دی ہے، اس لئے چوٹیوں کے استعمال کے وقت یہ ضرور دیکھنا چاہیے کہ یہ کس چیز کی ہے۔اگر دھاگے ریشم وغیرہ کی ہے تب تو کوئی حرج نہیں، لیکن اگر کسی بھی بال کی چوٹیاں بنائی گئی ہوں تو چونکہ عام لوگوں کے لئے انسان اور دوسرے جانوروں کے بال میں امتیاز کرنا دشوار ہے اس لئے احتیاطاً بال والی چوٹیاں استعمال کرنے سے احتراز کرنا چاہیے۔

ناخن: اس زمانہ کی عورتوں میں ایک رسم یہ بھی چل پڑی ہے کہ بڑے بڑے ناخن کی پرورش کرتی ہیں۔جس میں ناخن مکمل کاٹے نہیں جاتے، بلکہ صرف اس کو ایک خاص شکل دی جاتی ہے، جس پر طرح طرح کے رنگ کئے جاتے ہیں اور یہی مہذب تزئین ان کی عادت بن چکی ہے۔حالانکہ شریعت کی نظر میں یہ خلاف فطرت ہے، اسلام نے نظافت کے ضمن میں بالکل واضح ہدایت دی ہیں کہ ناخن بڑھانا انسانی ہیئت کا بگاڑنا ہے اور ناخن کاٹ دینا انسانی فطرت سلیمہ کا حصہ ہے، بخاری ونسائی وغیرہ میں نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ "من الفطرة تقلیم الاظفار" یعنی فطری چیزوں میں سے ناخن کاٹنا ہے۔[۳۷] اور حافظ ابن حجر عسقلانی نے اس کی شرح میں فرمایا ہے "والمراد ازالة ما یزید علی ما یلابس راس الاصابع" یعنی حدیث میں تقلیم الاظفار سے مراد انگلیوں کے سرے سے ملا ہوا جو حصہ زائد ہو جائے اس کو زائل کر دینا اور کاٹ دینا ہے [۳۸] اسی روایت کے تحت بعض علماء نے اس عمل کو واجب بھی قرار

دیا ہے البتہ تمام اہل علم کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ناخن بڑھانا اسلام کے مطلوبہ حسن وہیئت کے خلاف اور سنت نبوی کے منافی ہے نبی کریم ﷺ نے ہر ہفتہ ناخن کاٹنے کا حکم دیا ہے حضرت انسؓ سے منقول ہے کہ چالیس دن میں ضرور کاٹ لینا چاہیے۔ کیونکہ ناخن کاٹنا جہاں سنت نبوی کی پیروی اور ثواب اخروی کا ذریعہ ہے وہیں جسمانی صحت کے لئے مفید اور تندرستی کا باعث بھی ہے چنانچہ جدید سائنس کی تحقیق کے مطابق جو خواتین ناخن بڑھاتی ہیں وہ خون کی کمی اور نفسیاتی امراض کا شکار ہو جاتی ہیں حتیٰ کہ ایک ماہر نفسیات کے بقول ناخن بڑھانا اتنا خطرناک ہے کہ انسان کا آخری درجہ کا نفسیاتی مریض بن کر خودکشی کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔ (۳۹)

اسی طرح اضافہ حسن کے لئے دور حاضر میں بعض عورتیں ناخن پالش کا استعمال کرتیں اور اس سے ہاتھ پاؤں کے ناخنوں کو رنگ لیتی ہیں جب کہ مسلمان ہونے کی حیثیت سے نماز ان پر فرض ہے اور ایسے پالش کے ہوتے ہوئے نہ تو وضو درست ہے اور نہ ہی نماز۔ اور اگر نماز کے اوقات میں بتکلف صاف بھی کر دیا جائے تو بھی فقہاء نے اس کو مکروہ لکھا ہے علاوہ ازیں اس میں طبی نقصانات بھی بہت ہیں ناخن کے مسامات بند ہو جانے کی وجہ سے طرح طرح کے پھوڑے پھنسی ہو جاتے ہیں حکیم طارق چغتائی کا کہنا ہے کہ امراض جلد کے ایک ماہر ڈاکٹر کے پاس ایک عورت اپنی خارش اور پھنسیاں وغیرہ لے کر آئی اس سے پہلے اس نے بہت علاج کروایا تھا لیکن افاقہ نہیں ہوا۔ ڈاکٹر صاحب نے مریضہ کا معائنہ کر کے فرمایا کہ آپ ناخن پالش کتنے دنوں سے استعمال کرتی ہیں مریضہ نے کہا گزشتہ ساڑھے پانچ برس سے پھر ڈاکٹر صاحب نے پوچھا مرض کو کتنا دن ہوا تو عورت نے جواب دیا پانچ برس ہو چکے اور علاج کے باوجود مسلسل مرض موجود ہے ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ آپ ناخن پالش چھوڑ دیں اور مختصر مناسب علاج کریں چنانچہ مریضہ کا کہنا ہے کہ میں تیسرے ہفتہ صحت یاب ہوگئی۔ (۴۰)

اسی طرح کرومو پیتھی کے ماہرین کے مطابق انسانی زندگی پر رنگ بھی اثر انداز ہوتے ہیں اور انسان جس رنگ کو بار بار دیکھتا ہے اس کا اثر اس کی زندگی پر غالب ہوتا ہے چنانچہ اکثر ناخن پالش سرخ رنگ کی ہوتی ہے اور یہ رنگ اشتعال اور بلڈ پریشر اور غصہ کو بڑھاتا ہے اس لئے وہ لوگ پہلے سے اس مرض میں مبتلا ہوں ان کے مرض میں فوری اضافہ ہو جاتا ہے اور صحت مند آدمی بھی ان امراض کی طرف دھیرے دھیرے بڑھنے لگتے ہے گویا ہر رنگ کا ایک منفرد اثر اور مزاج ہوتا ہے اور جب مختلف رنگوں کی الرجی عام آدمیوں کے لئے بھی ناقابل برداشت ہے تو مریض کیسے برداشت کر سکے گا نیز چونکہ ہر پالش میں رنگ کے ساتھ کیمیکل بھی ہوتے ہیں جو بے شمار امراض کا باعث بنتے ہیں۔ خاص طور پر اس کا اثر جسم کے ہارمونزی سسٹم پر بہت برا پڑتا ہے جس سے خطرناک زنانہ امراض پیدا ہو جاتے ہیں۔ (۴۱) اسلئے عورتوں کو اس کے استعمال سے بہت زیادہ احتیاط کرنا چاہیے۔ اسلام کے لئے بھی اور اپنی صحت اور زنانہ امراض سے حفاظت کے لئے بھی ناخن پالش کو یکسر چھوڑ دینا چاہیے۔

حواشی

(۱) قرآن پاک پارہ: ۸ سورہ اعراف ۳۱۔

(۲) تفسیر رازی ج'۲۔ص ۴۰' تفسیر ابن عربی ج:۲ ' ص ۷۷' تفسیر ابن کثیر' ج۔۲ ص۔۲۱۰

(۳) صحیح مسلم بشرح النووی ج:۱۴' ص ۲۰۹' ۲۱۰

(۴) نیل الاوطار للشوکانی ج'۲۔ص ۱۱۷ المفصل ج:۳'ص ۳۳۲

(۵) تفسیر رازی۔ج:۲۳ ص ۲۰۶

(۶) قرآن کریم سورۂ نور پارہ ' ۱۸' آیت ۳۱

(۷) البیھقی فی الادب' کتاب اللباس والزانیۃ فی الشریعۃ الاسلامیۃ ص:۲۶۷' ڈاکٹر محمد العزیز المفصل ج:۳:ص ۳۲۵

(۸) بخاری بشرح العسقلانی۔ج'۱۔ص ۲۵۴۔نسائی' ج'۸ ص ۱۸۴

(۹) بخاری بشرح العسقلانی۔ج'۱۔ص ۲۵۶۔نسائی' ج'۸ ص ۱۸۳

(۱۰) سنن ابوداؤد۔ج:۱ ص ۱۸۵

(۱۱) تفسیر زمخشری ج:۳' ص:۵۵۹' تفسیر آلوسی ج:۲۲ ص:۸۸

(۱۲) قرآن کریم پارہ ۲۲

(۱۳) نیل الاوطار للشوکانی ۔ج ۲ص:۱۱۶' ۱۱۷

(۱۴) قرآن کریم سورہ نور ۔پارہ ص ۱۸ آیت ۳۱

(۱۵) طب نبوی اور جدید سائنس ۔ص ۳۲۰

(۱۶) سنن ابن ماجہ: ۲ص ۱۱۹۳

(۱۷) سنن ابی داؤد۔ج:۱۱ص' ۱۵۶' ۱۵۷

(۱۸) بخاری مطبوعات بیروت۔۱۹

(۱۹) بخاری مطبوعات بیروت

(۲۰) المفصل ج:۳ ص ۳۵۲

(۲۱) نیل الاوطار' السنن الکبری۔ج:۷ ص:۲۲۱'

(۲۲) نیل الاوطار' السنن الکبری' ج '۷ ص ۲۲۱

(۲۳) سنن ابی داؤد شرحہ عون المعبود ج:۱۱ص ۲۳۰

(۲۴) جامع الترمذی مطبوعہ بیروت ج:۸۔ ص:۱۷

(۲۵) المفصل ج:۳۔ص ۳۶۹' سنن ابی داؤد' ج:۱' ص ۲۲۱

(۲۶) المفصل ج: ۳ ص '۳۵۷

(۲۷) سنن ابی داؤد ج:۱۱ ص' ۲۱۸

(۲۸) الفتاوی ہندیہ ج:۵' ص ۳۵۶

(۲۹) الفتاوی الخانیہ علی ہامش الفتاوی الہندیہ ج:۳ص ۴۰۳۔ المفصل ج:۳' ص ۴۰۴۔

(۳۰) المفصل :ج ۳ ص:۴۰۵

(۳۱) الجامع الصغیر' ج'۲ ۔ص ۳۲۹

(۳۲) عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری للعینی ج :۲ ص '۱۹۳

(۳۳) سنت نبوی اور جدید سائنس ۳۲۶

(۳۴) سنت نبوی اور جدید سائنس ۲۶۲

(۳۵) بخاری مطبوعہ ہندیہ ج:۲ ص ۸۷۹

(۳۶) نووی شرح مسلم ج:۵۔ص ۲۸۶

(۳۷) نسائی مطبوعہ بیروت۔ج'۱۔ص ۱۴

(۳۸) فتح الباری ج '۱۰' ص ۴۲۸

(۳۹) سنت نبوی اور جدید سائنس ص:

(۴۰) سنت نبوی اور جدید سائنس ص:۳۲۴

(۴۱) سنت نبوی اور جدید سائنس ص: ۳۲۵

مولانا مفتی مختار اللہ حقانی*

رمضان المبارک کے متعلقہ احکام ومسائل

رمضان المبارک کا مہینہ مسلمانوں کے لئے خیر و برکت کا مہینہ ہے۔اس ماہ کی آمد اللہ جل شانہ کا بہت ہی عظیم انعام ہے،اس مہینے میں نوافل کا ثواب فرائض کے برابر اور فرائض کا ۷۰ فرائض کے مساوی دیا جاتا ہے۔ایک حدیث مبارک میں آیا ہے کہ اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ ماہ رمضان کیا ہے،تو میری امت یہ تمنا کرے گی کہ سارا سال رمضان ہی ہو جائے۔اس ماہ کے روزے دلوں کے کھوٹ اور اس کے وساس کو دور کرتے ہیں،اس کے علاوہ بھی اس مہینے کے بہت سارے فضائل اور برکات ہیں جن کی تفصیل جاننے کے لئے فضائل اعمال اور دوسری کتابوں کی طرف رجوع کیا جاسکتا ہے۔اس مضمون میں رمضان المبارک میں ہونے والے اعمال وعبادات کے اہم مسائل اور احکام بیان کرنا مقصود ہے تاکہ ان اعمال اور عبادات کو شریعت کے مطابق صحیح طریقے سے ادا کیا جائے۔اس لئے فضائل کو اس موقع پر بیان کرنا ترک کیا جاتا ہے۔اس مہینے میں چند عبادات خصوصیت سے ادا کی جاتی ہیں۔

تراویح کے متعلق احکام ومسائل:

رمضان المبارک کے مہینے میں تراویح کی نماز ہر مرد و زن کے ذمے سنت مؤکدہ ہے،ان کا چھوڑنا اور بلاوجہ حکمِ شرعی ترک کرنا موجب گناہ ہے۔اور ادا کرنا باعث مغفرت ہے۔حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں:

قال رسول الله ﷺ من صام رمضان ایمانا و احتساباً غفرله ماتقدم من ذنبه و من قام رمضان ایماناً و احتساباً غفرله ماتقدم من ذنبه و من قام لیلة القدر ایماناً و احتساباً غفرله ما تقدم من ذنبه (صحیح بخاری)

کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو لوگ ایمان اور ثواب کی نیت سے رمضان کے روزے رکھیں،ان کے سب گزشتہ گناہ معاف کر دیئے جائیں گے اور جو لوگ ایمان اور ثواب کی نیت سے رمضان کی راتوں میں قیام کریں (تراویح پڑھیں) تو ان کے بھی سب پچھلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے اور جو لوگ شب قدر کی رات ایمان اور ثواب کی نیت سے قیام کریں (نوافل پڑھیں) تو ان کے بھی سارے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔

---

* مفتی ومدرس جامعہ دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

اس روایت میں من قام رمضان سے مراد تراویح کی نماز ہے' اس لئے حضرات صحابہ کرام نے اس نماز پر مداومت کی۔ آنحضرت ﷺ نے بنفس نفیس رمضان المبارک کے چند راتوں کو تراویح کی نماز باجماعت کروائی تھی۔ مگر فرضیت کے اندیشے کی وجہ سے بعد میں ترک فرمایا کہ مبادا یہ نماز اس امت مرحومہ پر فرض ہو جائے۔ چونکہ آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد فرضیت کا اندیشہ ختم ہوا' تو حضرت عمرؓ نے اپنے دور خلافت میں ایک امام کی اقتداء میں سب کو جمع کیا۔ چنانچہ بخاری شریف میں حضرت عبدالرحمٰن بن عبدالقادر سے روایت ہے کہ ایک رات میں حضرت عمرؓ کے ساتھ مسجد آیا تو دیکھا کہ لوگ ادھر ادھر متفرق طور پر نماز پڑھ رہے ہیں' کوئی تنہا اور کسی کے ساتھ چند نفر' حضرت عمرؓ نے فرمایا' اگر ان سب کو ایک حافظ کے پیچھے جمع کیا جائے تو زیادہ اچھا ہوگا' پھر اسی خیال کو پختہ کر کے حضرت ابی بن کعبؓ کو سب کا مقتدیٰ بنا دیا جب دوسری رات میں حضرت عمرؓ کے ہمراہ مسجد آیا تو دیکھا کہ سب لوگ جماعت کی صورت میں ایک امام کے پیچھے نماز پڑھ رہے ہیں' لہٰذا ان کو دیکھ کر آپؓ نے فرمایا بہت اچھی بدعت ہے' علامہ ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے ان تراویح کی جماعت کو صرف صورت کے اعتبار سے بدعت کہا اس لئے کہ آپ ﷺ کی وفات کے بعد یہ اجتماعی صورت پیدا ہوئی ورنہ حقیقت کے اعتبار سے بدعت نہیں۔ اس لئے کہ آنحضرت ﷺ نے ہی صحابہ کرام کو اپنے گھروں میں نماز پڑھنے کی ہدایت کی تھی۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ سے حضرت عمرؓ کے اس فعل کے بارے میں پوچھا گیا تو آپؒ نے فرمایا کہ تراویح سنت مؤکدہ ہے حضرت عمرؓ کا اپنا من مانا فعل نہیں۔ انہوں نے کوئی بدعت نہیں کی۔ (تفصیل کیلئے انوار المصابیح مصنفہ حجۃ الاسلام علامہ محمد قاسم نانوتویؒ رکعات تراویح مؤلفہ مولانا حبیب الرحمان الاعظمی وغیرہ کتابوں کا مطالعہ کریں)

<u>مسئلہ:</u> اس لئے تراویح کو محلے کی مسجد میں باجماعت ادا کرنا سنت مؤکدہ کفایہ ہے' اگر محلے کے سارے لوگ مسجد میں باجماعت تراویح ترک کر دیں تو سب کے سب تارک سنت اور گنہگار ہوں گے' لیکن اگر بعض اہل محلہ نے باجماعت تراویح مسجد میں ادا کئے تو باقی لوگوں کا ذمہ فارغ ہو جائے گا' البتہ مستورات کے لئے جماعت کے ساتھ تراویح پڑھنا سنت مؤکدہ نہیں ہے (کفایت المفتی ۳/۳۶۱)

<u>مسئلہ:</u> تراویح پورے رمضان المبارک کے مہینے کا وظیفہ ہے' پورے مہینے میں تراویح کی نماز پڑھنا سنت مؤکدہ ہے۔ اسی طرح تراویح میں قرآن کریم کا ایک بار ختم کرنا بھی سنت مؤکدہ ہے۔

<u>مسئلہ:</u> تراویح کی تعداد باتفاق علماء امت بیس رکعت ہیں' آنحضرت ﷺ نے خود بھی بنفس نفیس بیس رکعت تراویح پڑھائی ہیں۔ اگرچہ آپ ﷺ نے اتنا اہتمام نہیں فرمایا مگر حضرت عمرؓ نے حضرات صحابہ کی موجودگی میں بیس رکعت تراویح کو ایک امام کی اقتداء میں پڑھنے کا اہتمام فرمایا ہے اور کسی بھی صحابی رسول ﷺ نے کوئی اعتراض یا انکار نہیں کیا'

ز رسب ہی اس میں شریک ہوئے۔ امت مرحومہ کے لئے آنحضرت ﷺ کے ارشاد گرامی علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین (الحدیث) کی رو سے حضرت عمرؓ کا یہ اہتمام بھی معمول بہ ہے۔ اور اسی سے بیس رکعت کا ثبوت مل جاتا ہے۔

مسئلہ: بیس رکعت تراویح کو دس سلاموں کے ساتھ ادا کی جائے گی اور ہر چار رکعت کے بعد چار رکعت کی مقدار بیٹھنا ہوگا جو مستحب عمل ہے' تاہم اگر اتنی مقدار بیٹھنے میں لوگوں کو تکلیف ہو تو اس سے کم مقدار بھی بیٹھا جا سکتا ہے۔

بعض فقہاء کرام نے بیٹھنے کی اس حالت میں ذیل کی تسبیحات کو تین بار پڑھنے کا کہا ہے۔

سبحان ذی الملک والملکوت' سبحان ذی العزة والعظمة والقدرة والکبریاء والجبروت سبحان الملک الحی الذی لاینام ولایموت سبوح قدوس ربنا ورب الملائکة والروح لااله الا الله نستغفرک ونسئلک الجنة ونعوذبک من النار (بہشتی زیور)

البتہ علامہ شامیؒ نے رب الملائکة والروح کے بعد اللهم اجرنا من النار یا مجیر یا مجیر یا مجیر کے الفاظ ذکر کئے ہیں (شامی ۱/۶۶۱) اس لئے دونوں طرح پڑھنا جائز ہے مگر ان تسبیحات کو آہستہ پڑھنا ہی بہتر ہے' پڑھنے والا امام ہو یا مقتدی۔ (ھکذا فتاوی دارالعلوم دیوبند)

مسئلہ: پانچویں ترویحہ کے بعد اور وتر سے پہلے بھی اتنی مقدار میں بیٹھنا اور مذکورہ بالا کلمات پڑھنا مستحب ہے اور اسکے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا بھی مندوب ہے۔ (فتاوی دارالعلوم دیوبند۔ ۱/۲۷۹) اگر چہ اس کو ضروری سمجھنا درست نہیں (فتاوی رحیمیہ ۱/۳۴۷)

مسئلہ: چونکہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی ایک مستقل آیت ہے اگر چہ کسی متعین سورت کا جزء نہیں مگر آیت قرآنی ہونے کے ناطے کسی ایک سورة کے شروع میں ایک مرتبہ با آواز بلند پڑھ لینی چاہیے۔ اگر کسی بھی سورة کے اول میں با آواز بلند نہ پڑھی گئی تو قرآن مجید کے ختم میں ایک آیت کی کمی رہ جائیگی اور اگر آہستہ پڑھی جائے گی تو مقتدیوں کا قرآن پورا نہ ہوگا (بہشتی زیور)

مسئلہ: اگر چہ نابالغ حافظ کی اقتداء میں تراویح میں قرآن سننا درست نہیں مگر سماع کے لئے نابالغ حافظ کو کھڑا کیا جا سکتا ہے اور اسے پہلی صف میں کھڑا کرنا بھی بلا کراہت درست ہے۔

مسئلہ: قرآن شریف میں دیکھ کر تراویح پڑھانا یا دیکھ کر تراویح میں قرآن کریم سننا اور قاری کو فتح دینا دونوں مفسدات نماز میں سے نہیں۔

مسئلہ: سامع کے بغیر تراویح میں قرآن پاک سنانا بلا کراہت درست ہے' اگرچہ سامع کا ہونا بہتر ہے' اس لئے کہ سامع کی موجودگی میں قاری اور دوسرے مقتدی مطمئن ہوتے ہیں۔ (فتاویٰ دار العلوم دیوبند ۴/۲۵۴)

تراویح میں کن کی اقتداء مکروہ' اور کن کی نہیں:

مسئلہ: اگرچہ یہ مسئلہ فقہا کرام کے ہاں مختلف ہے کہ ایک حافظ جب ایک مسجد میں ختم قرآن کرے تو وہ دوسری مسجد میں ختم کرسکتا ہے یا نہیں۔ تو بعض حضرات کی رائے یہ ہے کہ چونکہ اس حافظ نے ایک بار ختم قرآن کرکے اپنا ذمہ فارغ کردیا ہے یعنی اسکی سنت ادا ہوچکی ہے اب جب وہ دوسری مسجد میں ختم قرآن کرے گا وہ اس کا نفلی ختم ہوگا۔ اور مقتدیوں نے چونکہ ابھی تک تراویح میں قرآن پاک کا ختم نہیں کیا ہے' اس لئے انکے ذمہ یہ سنت باقی ہے تو یہ ختم قرآن ان کی سنت ہوگی۔ تو چونکہ اس صورت میں اقتداء قوی بالضعیف لازم آئے گا' جو شرعاً درست نہیں الا یہ کہ وہ حافظ دوسرے ختم کو اپنے اوپر نذر کی صورت میں واجب کرے' مگر محققین کی رائے یہ ہے کہ اس میں کوئی مضائقہ نہیں اس لئے کہ تراویح پورے رمضان میں پڑھنے سنت مؤکدہ ہے' دوسری مسجد میں جب یہ حافظ تراویح پڑھائے گا وہ بھی سنت مؤکدہ ہوگی اور مقتدیوں کی تراویح بھی سنت موکدہ ہے کہ دونوں کی نماز متحد ہوئی اور یہ شبہ درست نہیں کہ ختم قرآن شریف ایک بار سنت موکدہ ہے دوسرا اور تیسرا نفل ہے' کیونکہ نماز امام کی سنت موکدہ ہے ختم کے سنت نہ ہونے سے نماز سنیت ہونے سے خارج نہیں ہوتی جبکہ اقتداء کا تعلق نماز سے ہے' ختم قرآن سے نہیں۔

مسئلہ: نابالغ بچے کے ذمے نہ تراویح سنت مؤکدہ ہے اور نفل شروع کرنے اس پر اس کی ادا واجب ہوتی ہے' جبکہ بالغ شخص پر تراویح کی ادائیگی سنت ہے' اس لئے اقتداء ضعیف کی وجہ سے نابالغ بچے کو تراویح میں امام بنانا درست نہیں۔ تاہم اگر وہ نابالغ بچوں کو تراویح پڑھائے تو کوئی مضائقہ نہیں (ھکذا فی امداد الفتاوی ۱/۳۶۱ وفتاوی محمودیہ ۲/۳۵۰)

مسئلہ: البتہ اگر بچے کی عمر سن بلوغ تک پہنچ چکی ہو اور اس پر علامت بلوغ ظاہر ہوچکے ہوں مگر ابھی تک اسکی داڑھی نہیں نکل آئی ہو تو یہ بچہ بالغ ہونے کے ناطے سے تراویح میں امامت کا اہل ہے مگر اگر وہ خوبصورت ہے اور اس کو نگاہ شہوت سے لوگوں کی طرف سے دیکھنے کا احتمال ہو تب اس کی امامت مکروہ ہے۔ (ھکذا فی امداد الفتاوی)

مسئلہ: ڈاڑھی منڈے اور ایک مشت سے کم داڑھی رکھنے والے کی امامت بنا بر فسق کراہت سے خالی نہیں ایسے افراد کو تراویح میں بھی امام نہ بنایا جائے۔ امداد المفتیین میں لکھا ہے کہ داڑھی منڈوانے والا اور کٹوانے والا فاسق اور سخت گنہگار ہے' اس کو امام بنانا جائز نہیں کیونکہ اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔ (امداد المفتیین ۱/۲۶۱)

مسئلہ: اگر مرد گھر میں صرف مستورات کو تراویح کی نماز باجماعت کروائے تو ایسا کرنا درست ہے' مستورات کی شخص کے نماز پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ (فتاویٰ دار العلوم دیوبند ۴/۲۶۲)

مستورات کی باجماعت تراویح کا مسئلہ: البتہ مستورات کی خود الگ جماعت کروانا علماء کرام کے ہاں مختلف فیہ ہے' اکثریت کی رائے کراہت کی ہے مگر محققین علماء مذاہب اربعہ نے نصوص صریحہ کی وجہ سے مستورات کی الگ جماعت کو جائز قرار دیا ہے' تفصیل کے لئے مولانا عبدالحیؒ کی تصنیف تحفہ النبلانی جماعت النساء اور احقر کی کتاب جماعت النساء کی شرعی حیثیت مطالعہ کریں۔

تراویح کہاں پڑھی جائے:

مسئلہ: نماز تراویح اگر چہ گھر میں یا حجرے میں پڑھنے سے بھی ادا ہو جاتی ہے مگر مسجد میں نماز تراویح پڑھنا افضل ہے' جیسا کہ امیر المؤمنین حضرت عمر فاروقؓ اور ان کے بعد صحابہ کرام نے تراویح کو مساجد میں ادا کی ہیں اور اسی پر تمام مسلمانوں کا تعامل چلا آرہا ہے۔ نماز تراویح بھی نماز عید کی طرح شعار دین میں سے ہے (ھکذا فی مظاہر حق ۱۱۴)

البتہ جامع مسجد کے بجائے اپنے محلے کی مسجد میں تراویح ادا کرنا زیادہ افضل ہے علامہ شامیؒ نے لکھا ہے کہ لان لہ حقا علیہ فیودہ (شامی ۱/ ۶۱۷) محلے والے پر مسجد محلّہ کا حق ہے اس کو ادا کرنا چاہیے (ھکذا فی فتاویٰ رحیمیہ ۱/ ۳۴۹)

مسئلہ: ہاں اگر مسجد میں دو جگہ نماز تراویح پڑھی جائے تو کوئی مضائقہ نہیں بشرطیکہ از راہ نفسانیت نہ ہو مگر پھر بھی افضل اور بہتر یہ ہے کہ ایک مسجد میں ایک امام کی اقتداء میں نماز تراویح پڑھی جائے (امداد الفتاوی ۱/ ۴۶۹)

تراویح میں قرآن سنانے یا سننے پر اجرت کا مسئلہ:

مسئلہ: تراویح میں قرآن کریم سنانے کے عوض کچھ روپیہ پیسہ بطور اجرت لینا اگر چہ شرعاً جائز نہیں لیکن اگر بلا طمع و معروف کے لوگ حافظ صاحب کو اکراماً کچھ دے دیں تو لینے اور دینے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

مسئلہ: البتہ سماعت قرآن کی غرض چونکہ یہ ہے کہ جہاں حافظ بھولے گا وہاں سامع بتلائے گا پس یہ تعلیم ہے اور تعلیم پر اجرت لینے کے لئے جواز پر فتویٰ ہے' برخلاف سنانے کے اس میں تعلیم مقصود نہیں ہے۔ (امداد الفتاویٰ ۱/ ۴۹۶)

قاری کو لقمہ دینا:

مسئلہ: حافظ صاحب اگر قرآن کریم پڑھنے کے دوران غلطی کر جائے تو اس کی اصلاح کے لئے لقمہ دینا جائز ہے مگر اس کو تنگ کرنے کے لئے بلا ضرورت لقمہ دینا یا غلط لقمہ دینا جائز نہیں رسول اللہ ﷺ نے کسی مسلمان کو غلطی میں ڈالنے سے منع فرمایا ہے۔ عن معاویۃؓ قال ان رسول اللہ ﷺ نھی الاغلوطات (الحدیث) (مشکوۃ کتاب العلم ۳۵) اور ایسا کرنا بھی اغلوطات میں داخل ہے۔

روزہ کے احکام ومسائل

روزہ کی تعریف: طلوع فجر سے لیکر سورج ڈوبنے تک روزے کی نیت سے کھانا' پینا' اور جماع ترک کرنا روزہ

کہلاتا ہے

مسئلہ: شریعت مقدسہ میں روزہ صبح صادق سے شروع ہوتا ہے اور غروب آفتاب پر ختم ہوتا ہے۔

روزے کی اقسام: روزوں کی چار اقسام ہیں۔

(۱) فرض روزہ : جیسے رمضان المبارک کے ادا اور قضاء روزے

(۲) واجب روزہ: جیسے نذر کے روزے خواہ وہ نذر معین ہو یا غیر معین، نفلی روزوں کی قضاء جو شروع کرنے کے بعد تھوڑے رہ گئے ہوں اور اس طرح کفار کے روزے

(۳) نفلی روزہ: جیسے ہر مہینے کے تین دن ایام بیض کے روزے، شوال کے چھ روزے عاشورہ کے روزے

(۴) مکروہ روزے: اس کی دو قسمیں ہیں

(۱) مکروہ تحریمی: جیسے عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن اور ایام تشریق کے روزے

(۲) مکروہ تنزیہی: جیسے تنہا عاشورہ کا روزہ رکھنا اور ۲۷ رجب کا روزہ رکھنا، حضرت عمرؓ سے خاص ۲۷ رجب کے روزے سے لوگوں کو منع کرنا منقول ہے (بہشتی زیور)

روزے کی صحت کا مدار:

مسئلہ: روزہ چاہے رمضان المبارک کا فرضی روزہ ہو یا دیگر مہینوں میں نفلی قضاء روزے ہوں یا نذر کے روزے، سب میں نیت کرنا ضروری ہے بغیر نیت کے کوئی روزہ بھی صحیح نہیں البتہ ماہ رمضان اور نفلی روزں کے لئے اگر رات سے نیت کرلی جائے تو بھی فرض و نفلی روزہ ادا ہو جاتا ہے۔ اور اگر رات سے تو روزہ نہ رکھنے کا ارادہ تھا مگر زوال سے پہلے پہلے رمضان المبارک کے روزے کی نیت کرلی یا عام مہینوں میں نفلی روزے کی نیت کرلی تو روزہ ادا ہو جائے گا بشرطیکہ صبح صادق کے بعد کچھ کھایا، پیا یا دیگر مفطرات صوم امور کا ارتکاب نہ کرچکا ہو، قضاء اور نذر کی روزوں کی صحت کے لئے رات سے نیت کرنا ضروری ہے۔

مسئلہ: رمضان المبارک کے مہینے نفس روزے رکھنے کی نیت سے فرضی روزہ ادا ہوگا اگرچہ کوئی مقیم شخص رمضان المبارک کے مہینے میں نفلی، قضاء کفارہ یا نذر روزے کی نیت کرے۔

مسئلہ: نیت کیلئے صرف دل کا ارادہ کافی ہے زبان سے نیت کرنا ضروری نہیں البتہ اگر زبان سے نیت کی جائے تو بہتر ہے۔

مسئلہ: نفلی روزہ کیلئے صرف دل کے ارادے سے نفلی روزے کی نیت کی یا مطلق روزے کی نیت کی۔ دونوں صورتوں میں نفلی روزہ درست ہوگا۔ البتہ نذر، قضاء کفارہ کے روزہ رکھنے کے لئے نیت میں روزہ کا تعین ضروری ہے۔

یعنی اگر کوئی نذر کا روزہ رکھنا چاہتا ہو تو اس کے لئے ضروری ہے کہ نذر کے روزے کی نیت کرے۔

مسئلہ: نفلی روزے کی نیت کے لئے وبصوم غدٍ نویت یعنی میں کل کے روزے کی نیت کرتا ہوں' کہے اور رمضان کی روزہ کی نیت میں یوں کہے' وبصوم غدٍ نویتُ من شہر رمضان اور میں کل کے رمضان کے روزہ کی نیت کرتا ہوں اور روزہ افطار کرتے وقت یہ دعا پڑھے۔ اللھم لک صمتُ وعلی رزقک افطرتُ اے اللہ میں نے آپ کے لئے روزہ رکھا اور آپ کے رزق پر افطار کیا (آپ کے مسائل اور ان کا حل)

روزہ کے آداب:

مسئلہ: روزہ رکھنے کیلئے سحری کھانا مستحب ہے اگر چہ بھوک نہ ہو۔

مسئلہ: اگر کوئی سحری کھائے بغیر روزے کی نیت کرے تو روزہ درست اور صحیح ہے۔

مسئلہ: سحری حتی الامکان تاخیر سے کرنا بہتر ہے لیکن اتنی دیر بھی نہ کی جائے کہ صبح ہونے لگے۔

مسئلہ: سحری کھاتے ہوئے جب وقت ختم ہو جائے اور اذان شروع ہو جائے تو سحری کھانا فوراً بند کر دینا چاہیے' یہ خیال کرنا کہ جب تک اذان ہو رہی ہو سحری کھا سکتے ہیں یا پیالے میں جو کچھ ہے اس کو پورا کر سکتے ہیں غلط ہے اور اس سے روزہ نہیں ہوتا (بہشتی زیور)

مسئلہ: روزہ افطار کرنے میں تعجیل سے کام لینا چاہیے جیسے مغرب کی اذان ہو روزہ توڑ دیا جائے تاخیر سے روزہ کھولنا کراہت سے خالی نہیں البتہ بادل کے دن ذرا تاخیر سے روزہ کھول دیا جائے تاکہ سورج ڈوبنے کا یقین ہو جائے۔

مسئلہ: چھوہارے یا کھجور سے روزہ کھولنا مستحب ہے اگر کھجور میسر نہ ہو تو پھر کسی میٹھی چیز سے روزہ کھول لیا جائے ورنہ بصورت دیگر پانی سے روزہ کھول دیا جائے عوام میں مشہور ہے کہ نمک سے افطار کرنے میں ثواب زیادہ ہے یہ غلط ہے

مسئلہ: ریڈیو یا ٹی وی پر اگر صحیح وقت پر اطلاع یا اذان دی جاتی ہو تو اس اطلاع و اذان پر افطار کرنا صحیح ہے۔

مسئلہ: اگر کوئی جہاز میں سوار ہو تو جب تک اس کو آفتاب نظر آ رہا ہے اس کیلئے افطار کرنے کی اجازت نہیں ہے' طیارہ کے اعلان کا اعتبار نہ کیا جائے اس لئے کہ روزہ دار جہاں موجود ہو اس کیلئے وہاں کا غروب معتبر ہے۔ لہذا جہاز میں سوار مسافر اس وقت روزہ افطار کرے جب اس کو سورج کے غروب کا یقین ہو جائے۔ (آپکے مسائل اور انکا حل)

مسئلہ: جنابت کی حالت میں سحری کرنا تو خلاف اولیٰ ہے مگر اس سے روزے میں کوئی خلل نہیں آتا۔ (کفایت المفتی ۲۴۹/۴)

جن چیزوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا:

مسئلہ: اگر بھولے سے روزہ دار کچھ کھالے یا پی لے یا بھولے سے بیوی کے ساتھ ہمبستری (جماع) کا ارتکاب

کرے تو اس کا روزہ نہیں ٹوٹتا اگر چہ موصوف نے پیٹ بھر کے کھایا' پیا ہو' چاہے روزہ دار بھولے سے ایک بار ایسا کرے یا کئی بار۔

مسئلہ: کوئی شخص بھولے سے کھا' پی رہا تھا اور اسکو کسی نے دیکھا تو اگر کھانے پینے والا شخص طاقتور ہو اور اس کو روزہ سے تکلیف نہ ہوتی ہو تو اس صورت میں اس کو روزہ یاد دلانا واجب ہے' اور چپ رہنا مکروہ تحریمی ہے' البتہ کھانے پینے والا کمزور ہو تو اس کو روزہ یاد نہ دلایا جائے۔ (بہشتی زیور)

مسئلہ: حلق کے اندر گردوغبار' دھواں اور مکھی' مچھر چلے جانے سے روزہ متاثر نہیں ہوتا' بشرطیکہ ایسا کرنا قصداً وعملاً نہ کیا جائے۔

مسئلہ: روزہ کی حالت میں تھوک نگلنے سے بھی روزہ متاثر نہیں ہوتا' تھوک چاہے جتنا بھی ہو (بہشتی زیور)

مسئلہ: بلغم' رال' اور ناک کے نگلنے سے بھی روزہ اثر انداز نہیں ہوتا۔

مسئلہ: روزہ کی حالت میں زبان سے کوئی چیز چکھ کر تھوک دینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا البتہ بلاضرورت ایسا کرنا کراہت سے خالی نہیں اس لئے اگر کسی عورت کا شوہر بدمزاج ہو تو اس کے لئے نمک' مرچ کی نوعیت معلوم کرنے کے لئے زبان سے اس چیز کا چکھنا بلاکراہت درست ہے۔

مسئلہ: اسی طرح ضرورت اور مجبوری کے تحت منہ سے کسی چیز کو چبا کر چھوٹے بچے کے منہ میں دینا بلاکراہت جائز ہے' بلاضرورت ایسا کرنا مکروہ تنزیہی ہے (بہشتی زیور)

مسئلہ: اگر دوا یا کسی چیز کے چکھنے کا مزہ حلق میں محسوس ہو لیکن دوا وغیرہ حلق کے اندر نہیں گئی ہو تو روزہ نہیں ٹوٹے گا

مسئلہ: انجائنا (دل کی طرف دوران خون کم ہو جانے) کے لئے اگر مریض روزہ کی حالت میں Angised گولی زبان کے نیچے رکھ لے اور اس کا خیال رکھے کہ لعاب حلق کے نیچے اتر نے نہ پائے تو منہ کی اندرونی تہہ سے اس جذب ہونے سے روزہ نہیں ٹوٹتا اور اگر لعاب حلق میں چلا گیا تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔ لہذا احتیاط بہتر ہے (بہشتی زیور)

مسئلہ: طبی ضرورت کے لئے اگر کسی بھی قسم کا ٹیکہ لگایا جائے ٹیکہ عضلاتی ہو یا وریدی' روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

مسئلہ: کسی مریض کو خون دینے سے بھی روزہ متاثر نہیں ہوتا۔ (احسن الفتاوی ۴/ ۴۳۵)

مسئلہ: عورت کا بوسہ لینا یا اس کے ساتھ بغل گیر ہونا بلاکراہت جائز ہے اور اس طرح کرنے سے روزہ بھی متاثر نہیں ہوتا لیکن اس طرح کرنے سے انزال کا خوف یا جماع کا اندیشہ ہو یا نفس کے بے اختیار ہونے کا خوف ہو تو پھر ان وجوہات کی وجہ سے عورت کا بوسہ لینا یا اس کے ساتھ بغل گیر ہونا مکروہ ہے۔

مسئلہ: البتہ عورت کا ہونٹ لینا اور اس کے ساتھ برہنہ بدن بغیر دخول کے مباشرت کرنا کراہت سے خالی نہیں'

چاہے امور بالا کا خوف ہو یا نہ ہو (ردالمختار ۲/۴۱۷)

مسئلہ: حاملہ عورت کو خون آنے سے اس کا روزہ متاثر نہیں ہوتا (الفقہ علی المذاہب الاربعہ ۱/۱۳۱)

مسئلہ: رمضان المبارک میں حیض بند کرنے کیلئے ادویات کے استعمال کرنے سے روزہ متاثر نہیں ہوتا اگر چہ عورت کی صحت کے لئے ایسا کرنا نقصان دہ ہے۔

مسئلہ: زہریلے حشرات کے کاٹنے سے بھی روزہ نہیں ٹوٹتا۔

مسئلہ: شہوانی نظر سے اگر انزال ہو جائے جماع حقیقی اور جماع معنوی کے فقدان کی وجہ سے روزہ متاثر نہیں ہوتا۔

مسئلہ: قے کا خود بخود آنا فساد صوم کا سبب نہیں اگر چہ منہ بھر کے کیوں نہ ہو، اسی طرح اگر بلا قصد و ارادہ کے قے اندر چلی جائے تو بھی روزہ نہیں ٹوٹتا۔ البتہ اگر قصداً و عملاً چنے کے مقدار یا اس سے زائد حصہ خوراک لوٹا دی جائے تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔ (ردالمختار ۲/۴۱۴)

مسئلہ: اسی طرح روزہ کی حالت میں احتلام ہو جانے سے بھی روزہ متاثر نہیں ہوتا۔ (الھدایۃ)

مسئلہ: دانتوں سے خون آنا مفسد صوم نہیں بشرطیکہ وہ خون اتنا قلیل مقدار میں ہو کہ اس کا احساس حلق کے اندر نہ ہو اگر خون کا احساس حلق کے اندر ہو جائے یا تھوک خون پر غالب یا مساوی ہو تو روزہ ٹوٹ جائے گا (الھندیۃ ۱/۲۰۳)

مسئلہ: روزہ کی حالت میں آنکھوں میں دوائی ڈالنا یا سرمہ لگانا مفسد صوم نہیں اگر چہ اس کا احساس حلق کے اندر ہو جائے۔ (الھندیۃ ۱/۲۰۳)

مسئلہ: روزہ کی حالت میں لپ اسٹک لگانا جائز ہے اگر منہ کے اندر جانے کا احتمال ہو تو مکروہ ہے (احسن الفتاوی)

مسئلہ: روزہ کی حالت میں پھول اور عطریات سونگنا جائز ہے۔ اس سے روزہ فاسد نہیں ہوگا۔ (مراقی الفلاح)

روزہ کن چیزوں سے ٹوٹ جاتا ہے:

روزہ ٹوٹنے کے متعلق آنحضرت ﷺ نے فرمایا انما الافطار مما دخل ولیس مما خرج کہ روزہ ہر اس چیز سے ٹوٹ جاتا ہے جو جسم میں داخل ہو اور ہر اس چیز سے نہیں ٹوٹتا جو جسم سے خارج ہوتا ہے، ایک اور روایت میں نبی کریم علیہ السلام فرماتے ہیں: انما الوضو مما خرج ولیس مما دخل والفطر فی الصوم مما دخل لیس مما خرج (الحدیث) کہ وضو ہر اس چیز سے ٹوٹتا ہے جو جسم سے نکلے اور ہر اس چیز سے ٹوٹتا ہے جو جسم میں داخل ہو جبکہ روزہ ہر اس چیز سے ٹوٹتا ہے جو جسم میں داخل ہو اور اس چیز سے نہیں ٹوٹتا جو جسم سے خارج ہو، ان دو روایات سے روزہ ٹوٹنے کا ایک اصول سامنے آیا ہے کہ قدرتی یا مصنوعی طور پر جن راستوں سے کوئی چیز جسم سے باہر آتا ہے اگر اسی راستے اندر چلا جائے تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔ ان راستوں کو فقہ کی اصطلاح میں منفذ

(opening) کہا جاتا ہے۔لہذا جو چیز منفذ سے جسم میں داخل ہو جائے اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور جو مسام کے ذریعے جسم میں داخل ہو اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا‘ جیسے کہ آنحضرت ﷺ روزہ کی حالت میں سرمہ لگایا کرتے تھے‘ مشاہدہ یہی ہے کہ سرمہ لگانے کے بعد اس کے چند ذرات حلق تک پہونچتے ہیں مگر چونکہ یہ ذرات منفذ سے داخل نہیں ہوتے بلکہ مسام کے ذریعے پہنچتے ہیں اس لئے اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا ہے‘لہذا قصداً وعملاً دوا یا غذا کھانے سے اگرچہ قلیل مقدار میں کیوں نہ ہو‘ اسی طرح جماع کرنے سے جب حشفہ (سپاری) فرج میں داخل ہو جائے‘ منی خارج ہو جائے یا نہیں‘ روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔لواطت بھی جماع ہی کے حکم میں ہے۔

مسئلہ: اس طرح حقہ‘ سگریٹ پینے اور نسوار ڈالنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

مسئلہ: صندل‘ لوبان‘ اگربتی وغیرہ سلگھا کر سونگھنے سے تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے لیکن اگر کمرہ کو ان سے دھونی دی جائے اور ان اشیاء کا دھواں باقی نہ رہے تو صرف خوشبو سونگھنے سے روزہ فاسد نہ ہو گا۔

مسئلہ: اسی طرح کسی دوا کی بھاپ لینے یا تنگی تنفس (inhaler) استعمال کرنے سے بھی روزہ ٹوٹ جاتا ہے‘ اور ان تمام صورتوں میں اس روزے کی قضاء اور کفارہ دونوں لازم ہوں گے تاہم اگر Inhaler کو اگر جان بچانے کے لئے استعمال کیا جائے تو صرف قضاء لازم آئے گی۔

مسئلہ: اسی طرح پیٹ کے زخم میں دوائی ڈالنا جب وہ معدہ یا آنت کی طرف کھلا ہو بھی مفسد صوم ہے‘ قضاء اور کفارہ دونوں لازم ہوں گے۔البتہ انتہائی مجبوری کے تحت دوائی ڈالنے کی صورت میں صرف قضاء لازم ہے۔

مسئلہ: اسی طرح مسوڑھوں کا خون اور نکسیر کا خون اگر حلق کے اندر چلا گیا تو روزہ فاسد ہو جائے گا۔

مسئلہ: اسی طرح وضو یا غسل کرتے وقت اگر کلی کے دوران یا ناک میں پانی ڈالنے کے دوران غلطی سے بھی پانی حلق کے نیچے چلا گیا یا دماغ تک پہنچ گیا تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔اس صورت میں صرف قضاء لازم ہو گا‘ کفارہ نہیں۔

مسئلہ: اسی طرح اگر کوئی چیز نگل جائے جس کو غذا یا دوا کے طور پر استعمال نہ کیا جاتا ہو تب بھی روزہ ٹوٹ جاتا ہے تاہم روزہ دار پر صرف قضاء لازم ہو گا کفارہ نہیں۔

مسئلہ: اسی طرح چنے کے دانے کی مقدار اگر کوئی چیز دانتوں میں پھنسی ہوئی ہو جیسے گوشت‘ روٹی کا ٹکڑا‘ تو اسکو نگل لینے سے بھی روزہ ٹوٹ جاتا ہے‘ اگرچہ خود بخود اندر چلا جائے ' البتہ اگر چنے کے دانے سے کم مقدار کا ہو تو اس کے نگل جانے سے روزہ متاثر نہیں ہو گا لیکن اگر اس مقدار کی چیز کو باہر سے منہ میں ڈال کر نگل لیا جائے تو بھی روزہ متاثر ہو کر ٹوٹ جاتا ہے۔

مسئلہ: اسی طرح بیوی کو بوسہ دینے یا ان کی طرف دیکھنے سے انزال ہو جائے تب بھی روزہ ٹوٹ جاتا ہے‘ البتہ

روزہ دار پر صرف قضاء لازم ہے کفارہ نہیں۔

مسئلہ: اسی طرح کان میں دوائی ڈالنے یا پانی چلے جانے سے بھی روزہ ٹوٹ جاتا ہے' البتہ اس میں کفارہ نہیں صرف قضاء لازم ہے۔ اگرچہ بعض حضرات فقہا' عدم فساد کو راجح قرار دیتے ہیں' تاہم احتیاط روزہ ٹوٹ جانے میں سے ہے' (تفصیل کے لئے امداد الفتاویٰ مطالعہ کریں)

مسئلہ: بواسیر کا مسّہ اگر اجابت کے دوران باہر نکل آئے اور اس سے دھو کر گیلا اندر کر دیا جائے تو روزہ ٹوٹ جائے گا (امداد الفتاویٰ) البتہ بعض علماء کے ہاں بواسیری مسوّوں پر دوائی لگانے یا اس کو پانی سے تر کر کے اوپر چڑھانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا البتہ کانچ کو تر کر کے چڑھانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ (احسن الفتاویٰ)

مسئلہ: روزہ کی حالت میں منجن یا ٹوتھ پیسٹ یا منداسہ لگانا مکروہ ہے لیکن اگر کوئی چیز حلق سے نیچے اتر گئی تو روزہ فاسد ہو جائے گا۔ (احسن الفتاویٰ)

مسئلہ: روزہ کی حالت میں دانت نکلوانا یا اس پر دوائی لگانا بلاضرورت کراہت سے خالی نہیں البتہ بوقت ضرورت شدیدہ کے بلا کراہت جائز ہے۔ تاہم اگر دوا یا خون حلق کے اندر چلا جائے یا اس کا مزہ حلق کے اندر محسوس ہو جائے تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔ (احسن الفتاویٰ)

<u>کن کے لئے روزہ رکھنا جائز ہے:</u>

روزہ ایک فرضی عبادت ہے مگر بسا اوقات اس کو نہ رکھنا جائز ہے' بعض حالات میں تو بالکل روزہ رکھنا جائز ہی نہیں' اور بعض حالات میں نہ رکھنے کی اجازت ہے مثلاً

مسئلہ: حالت حیض و نفاست میں روزہ رکھنا جائز نہیں البتہ حالت جنابت روزہ رکھنے کے لئے مانع نہیں۔

مسئلہ: سفر اور مرض کے دوران روزہ نہ رکھنے کی گنجائش ہے' اس لئے دل اور شوگر یا اس قسم کا دوسرا مریض جس کو ایک دیندار اور ماہر ڈاکٹر روزہ رکھنے کا مشورہ دے اور یہ کہے کہ اگر آپ نے روزہ رکھا تو آپ کا مرض بڑھ جائے گا یا جان چلی جائے گی یا کوئی عضو تلف ہو جائے گا تو تکلیف یعنی مرض کے دوران افطار کرنے کی گنجائش موجود ہے۔ البتہ صحت یابی کے بعد ان روزوں کی قضاء کرنی پڑے گی۔ (الھندیۃ ۱/۲۰۷)

مسئلہ: اسی طرح اگر حاملہ عورت یا مرضعہ (دودھ دینے والی عورت) کو اپنے آپ کی یا اپنے بچے کی بھوک کی وجہ سے ہلاکت کا خوف ہو تو اس کے لئے بھی روزہ افطار کرنا جائز ہے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ: البتہ شیخ فانی کے لئے روزہ رکھنے کے بجائے فدیہ دینا جائز ہے۔ شیخ فانی ہر وہ شخص ہے جو صحت یابی کی امید سے مایوس ہو چکا ہو علامہ شامیؒ نے لکھا ہے کہ المریض اذا تحقق الیأس من الصحۃ (۲/۴۲۷)

فدیہ اور کفارہ کی مقدار:

مسئلہ: فدیہ کی مقدار صدقہ فطر کی طرح ہے' جس کی مقدار نصف صاع گندم یا ایک صاع جو کھجور وغیرہ ہے ایک صالح ۲۸۰ تولہ کا ہوتا ہے' تو نصف صاع ۱۴۰ تولہ کا بنا۔ چونکہ آج کل انگریزی کلو اور علاقائی سیر متفات ہیں اس لئے تولہ کی مقدار علاقائی سیر کا تعین کر کے گندم یا اس کی قیمت ادا کی جائے۔

مسئلہ: جس شخص پر کفارہ لازم ہے تو کفارہ میں ایک غلام یا دو ماہ مسلسل روزے اور یا ساٹھ (۶۰) مساکین کو دو وقت کھانا کھلانا اور یا ساٹھ (۶۰) مساکین کو صدقہ فطر کے برابر فدیہ دینا ہوگا۔

اعتکاف کے احکام و مسائل:

اعتکاف کی تعریف: اعتکاف کی نیت سے مرد کا مسجد شرعی میں ٹھہرنا یا عورت کا اپنے گھر کی مسجد میں بیٹھنا اعتکاف کہلاتا ہے

اعتکاف کی اقسام: اعتکاف کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) واجب اعتکاف: یہ وہ اعتکاف ہے جس کی نذر مانی جائے۔

(۲) مسنون اعتکاف: رمضان المبارک کے اخیر عشرہ میں اعتکاف کے لئے بیٹھنا مسنون اعتکاف ہے' آنحضرت ﷺ سے بالالتزام رمضان المبارک کے اخیر عشرہ میں اعتکاف کرنا ثابت ہے' اس لئے رمضان المبارک کے اخیر عشرہ میں اعتکاف کرنا سنت مؤکدہ ہے مگر یہ سنت مؤکدہ ایسا ہے کہ اگر بعض افراد محلے کی مسجد میں اعتکاف کے لئے بیٹھ جائیں تو سب کا ذمہ فارغ ہو جائے گا۔

(۳) نفلی اعتکاف: رمضان المبارک کے آخیر عشرہ کے علاوہ کسی وقت بھی مسجد میں اعتکاف کی نیت سے بیٹھنا نفلی اعتکاف کہلاتا ہے۔

اعتکاف کی شرائط:

اعتکاف کی صحت کے لئے چند شرائط کا ہونا ضروری ہے۔

(۱) اعتکاف نفلی ہو' واجب ہو یا سنت سب میں اعتکاف کی نیت کا ہونا شرط ہے بغیر نیت کے مسجد میں ٹھہرنا شرعی اعتکاف نہیں کہلاتا۔

(۲) اور نیت کی صحت کے لئے چونکہ اسلام اور عقل شرط ہے اس لئے معتکف کا مسلمان ہونا اور عاقل ہونا بھی لازمی ہے البتہ اعتکاف کے لئے بلوغ شرط نہیں لہذا اگر سمجھدار بچہ اعتکاف کیلئے بیٹھ جائے تو اعتکاف درست ہے۔

(۳) اسی طرح اعتکاف کے لئے معتکف کا جنابت' حیض و نفاس سے پاک ہونا بھی ضروری ہے۔

(۴) اعتکاف کے لئے شرعی مسجد کا ہونا ضروری ہے' چاہے اس میں پنج وقت نماز باجماعت ادا ہوتی ہو یا نہیں۔ البتہ عورت گھر میں اس جگہ اعتکاف کرلے جہاں وہ پنجگانہ نماز پڑھتی ہو اور جگہ مقرر نہ ہو تو اعتکاف سے پہلے نماز کے لئے جگہ مقرر کر کے وہاں اعتکاف کرلے۔

(۵) واجب اعتکاف کیلئے روزہ رکھنا بھی ضروری اور شرط ہے' حتی کہ اگر اعتکاف کیلئے بیٹھنے سے پہلے قبل نیت بھی کرلے کہ میں روزہ نہیں رکھوں گا' تب بھی روزہ رکھنا ہوگا' ہاں روزہ کا خاص اعتکاف کیلئے رکھنا ضروری نہیں خواہ کسی بھی غرض سے روزہ رکھا جائے تو بھی اعتکاف کیلئے کافی ہے' اسی طرح مسنون اعتکاف کیلئے بھی روزہ شرط ہے اگرچہ مسنون اعتکاف میں عموماً رمضان کا روزہ ہی ہوتا ہے۔ البتہ نفلی اعتکاف کیلئے مفتی قول کے مطابق روزہ شرط نہیں۔

(۶) واجب اعتکاف کم از کم ایک دن کا ہوسکتا ہے اور زیادہ جس قدر چاہے معتکف نیت کرسکتا ہے' مسنون اعتکاف دس دن ہوگا۔ اس لئے مسنون اعتکاف رمضان المبارک کے اخیر عشرہ میں ہوتا ہے' اور مستحب اعتکاف کے لئے کوئی مقدار مقرر نہیں۔

<u>دوران اعتکاف مسجد سے نکلنے کے انداز:</u>

<u>مسئلہ</u>: معتکف کیلئے حالت اعتکاف میں مسجد سے حاجت انسانی مثلاً بول و براز' غسل جنابت کے لئے نکلنا بشرطیکہ مسجد میں غسل کا انتظام ممکن نہ ہو اور حاجت شرعی مثلاً جمعہ اذان وغیرہ کیلئے نکلنا جائز ہے' مگر جیسے ہی ضرورت پوری ہو جائے تو واپس مسجد چلا آئے۔ اسلئے بلاضرورت مسجد سے ایک لمحہ کیلئے نکلنے سے بھی اعتکاف فاسد ہو جاتا ہے۔

<u>مسئلہ</u>: قضاء حاجت کے لئے قریب سے قریب تر جگہ جانا چاہیے۔ قضاء حاجت میں وضو کرنا بھی ضروری ہے۔

<u>مسئلہ</u>: معتکف حالت اعتکاف میں مسجد میں چارپائی پر بھی سوسکتا ہے' ابن ماجہ شریف میں آنحضرت ﷺ سے مسجد میں اعتکاف کے دوران چارپائی پر سونا ثابت ہے' کما فی سفر السعادۃ و ابن ماجۃ ان رسول اللہ ﷺ کان اذا اعتکف طرح لہ فراشہ او یوضع لہ سریرہ وراء سطونۃ الثوبۃ (مجموعۃ الفتاویٰ ۲/ ۱۸ بحوالہ فتاویٰ رحیمیہ ۷/ ۲۸۱)

<u>مسئلہ</u>: اخراج ریح کے لئے مسجد سے نکلنا مندوب ہے' اور مسجد میں اخراج ریح کراہت سے خالی نہیں' البتہ خالصاً حقہ وغیرہ پینے کے لئے مسجد سے نکلنا مرخص نہیں۔ بہتر یہ ہے کہ اس ضرورت کو قضاء حاجت کے دوران پورا کیا جائے یا مسجد کے احاطہ میں کھڑے ہو کر دھواں باہر نکالا جائے۔ (فتاویٰ حقانیہ و رحیمیہ)

<u>مسئلہ</u>: اعتکاف کے دوران اخبار پڑھنے یا خبریں سننے سے احتراز کرنا چاہیے۔ اعتکاف کے دوران رضا الٰہی والے امور میں مشغول رہنا چاہیے۔

مسئلہ: اعتکاف کیلئے چونکہ ساری مسجد معتکف ہے اسلئے معتکف دھوپ کیلئے مسجد کے کسی بھی کونے میں بیٹھ سکتا ہے (فتاوی حقانیہ)

مسئلہ: معتکف کیلئے اعتکاف کی حالت میں خاموشی کو عبادت سمجھ کر چپ رہنا مکروہ تحریمی ہے مگر بلاضرورت اور فضول باتوں سے احتراز کرے' دوران اعتکاف دینی اور دنیوی گفتگو بقدر ضرورت کی جاسکتی ہے۔

مسئلہ: معتکف کے لئے مسجد میں اتنی جگہ گھیرنا جس سے دوسرے معتکفین یا نمازیوں کو تکلیف ہو مکروہ ہے۔

مسئلہ: اعتکاف کے دوران بامر مجبوری خرید وفروخت کرنا اگرچہ جائز ہے مگر سودا مسجد میں لانا مکروہ تحریمی ہے۔

مسئلہ: اعتکاف کے دوران نماز جنازہ' کسی مریض کی عیادت' سرکاری یا غیر سرکاری ڈیوٹی' اور اس قسم کے دوسرے قسم کے امور کے لئے نکلنا جو حوائج انسانی یا شرعی میں داخل نہ ہو' اعتکاف کو فاسد کردیتا ہے۔ تاہم اگر معتکف اعتکاف میں بیٹھنے سے قبل مذکورہ امور کے لئے نکلنے کی نیت کرے تو بقدر ضرورت نکل سکتا ہے۔

مسئلہ: اعتکاف کا مقصد چونکہ قرب الٰہی حاصل کرنا ہے' اس لئے معتکف اپنے گھربار دینوی مشاغل چھوڑ کر مسجد میں مقیم ہو جاتا ہے' فقہا کرام نے لکھا ہے کہ معتکف حالت اعتکاف میں قرآن کریم کی تلاوت' احادیث مبارکہ' آنحضرت ﷺ کی سیرت طیبہ' انبیاء کرام اور سلف صالحین کے حالات کے مطالعہ اور دیگر دینی امور میں مشغول رہنا چاہیے۔ دنیاوی باتیں' ہنسی مذاق سے احتراز کرنا چاہیے۔ (الہندیۃ ۲۱۲/۱)

شوال کے چھ روزے:

رمضان المبارک کے مہینے روزے رکھنے کے بعد احادیث مبارکہ میں شوال کے مہینے میں چھ روزے رکھنے کی فضیلت وضاحت کیساتھ آئی ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ من صام رمضان ثم اتبعه بستة من شوال فكانما صام الدهر (ابی داوٗد وصحیح مسلم) جس نے رمضان کے روزے رکھے اور پھر شوال کے چھ روزے رکھے تو گویا اس نے ہمیشہ روزے رکھے' اس لئے فقہا احناف' شوافع' حنابلہ اور بعض مالکیۃ نے بالاتفاق ان روزوں کو مستحب کہا ہے' اگرچہ بعض حضرات نے ان روزوں کو مکروہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ روزے مستحب اور مندوب ہیں۔

مزید تفصیل کیلئے ناچیز کا جواب مطالعہ کیا جاسکتا ہے جو اس نے مسئلہ کی وضاحت کیلئے ایک استفتاء کے جواب میں لکھا گیا ہے۔ جو عنقریب انشاءاللہ تعالیٰ منظر عام پر آنے والا ہے۔)

خط وکتابت کرتے وقت اپنے خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیجئے

ڈاکٹر محمود الحسن عارف *

نامور نعت گو شاعر، صاحب قلم، اور عہد حاضر کے سب سے بڑے خوش نویس سید انور حسین المعروف بہ نفیس رقم

ہمارا یہ مضمون ایک ایسی شخصیت کے حالات اور فنی ارتقاء پر مشتمل ہے جن کا فن اور ان کی ذات کسی تعارف یا وضاحت کی محتاج نہیں ہے، ہماری مراد ہمارے مخدوم۔ سید السادات سید انور حسین، المعروف بہ نفیس رقم، سے ہے، شاہ صاحب دراز قامت، خوب صورت، کتابی چہرہ اور اپنے نام ہی کی طرح اپنی عادات واطوار میں نفاست رکھنے والے بزرگ ہیں، آپ اس بناء پر اس حدیث نبوی کا مصداق ہی کہ: اطلبو الخیر عند حسان الوجوہ یعنی حسین چہرہ والے لوگوں کے ہاں خیر اور بھلائی تلاش کرو۔

لطف کی بات یہ ہے کہ ہمارے مخدوم حسن و جمال کی تمام صفات بھی مزین ہیں اور معنوی حسن و جمال کی اوصاف سے بھی آراستہ ہیں۔

قدرت کے ایسے حسین شاہکار کے متعلق کچھ عرض کرنا...... گویا سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے، لیکن اگر ''اندھیروں بھری رات'' میں ایک چراغ بھی جلتا رہے اور وہ اپنے جیسے کئی چراغ روشن کرلے تو اس سے یقیناً تاریکیوں کا لشکر ضرور شکست کھائے گا، اس لئے سید نفیس رقم کے متعلق چند سطور لکھی جارہی ہیں:

خاندان:

شاہ صاحب کا نسبی تعلق خاندان سادات کے اس عظیم خاندان سے ہے، جس کے بزرگوں کو ''خاتم الانبیا'' نے اپنی گود میں کھلایا، خاتون جنت حضرت فاطمۃ الزہراءؓ نے دودھ پلایا، اور مظہر العجائب والغرائب حضرت علی کرم اللہ وجہ نے ان کی سرپرستی اور تربیت فرمائی۔ خاندان نبوت کے ان دونوں بزرگوں یعنی حضرت حسن اور حضرت حسین سے جو سلسلہ شروع ہوا ہے وہ ''سید'' کہلاتا ہے۔

اشراف اور انجاب کے اس خاندن میں باہمی ازدواج کے سلسلے نے ایک نئی شاخ پیدا ہوئی جو ''الحسنی والحسینی'' کے نام سے معروف ہے، ہمارے مخدوم اسی خاندان کے چشم و چراغ ہیں۔

---

* صدر نشین شعبہ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی۔ لاہور

حضرت خواجہ گیسودرازؒ:

ہندوستان میں سادات کی اس شاخ میں شاہ محمد گیسودراز رحمۃ اللہ جیسے ناموَر چشتی بزرگ پیدا ہوئے۔شاہ صاحب کا نسب (۴) واسطوں سے سید محمد گیسودراز تک پہنچتا ہے۔حضرت گیسودرازؒ کا نام محمد لقب صدرالدین' کنیت ابوالفتح اور عرف گیسودراز تھا۔آپکے والد محترم ''سید یوسف راجوقتال'' تھے' آبائی وطن خراسان اور مسلک حنفی اور مشرب چشتی تھا۔بارہویں پشت کا جدامجد ابوالحسن جندی دہلی کی فتح سے قبل مجاہدین کی ایک جماعت کیساتھ ہراتؔ سے دہلی آئے' یہاں آکرآپ ایک معرکے میں شہید ہوگئے۔شاہ ابوالحسن جندی کے حالات سے پتہ چلتا ہے کہ وہ اس زمانے میں ہندوستان میں وارد ہوئے جب ابھی ہندوستان میں سلطان محمود غزنوی کا دور شروع نہیں ہوا تھا۔انکی اس عظیم شہادت سے' فتح ہند سے پہلے کی' ان متفرق کوششوں کا اشارہ ملتا ہے' جن کا ذکر کسی تاریخ میں موجود نہیں ہے (برگ گل)

آپ کے والد سید یوسف ''حضرت نظام الدین محبوب الٰہیؒ کے مرید تھے' وفات ۷۳۱ھ/ ۱۳۳۰ء میں ہوئی۔

خواجہ محمد گیسودراز دہلی میں ۷۲۱ھ یا ۷۲۳ھ میں پیدا ہوئے' ابتدائی تعلیم اپنے والد اور نانا سید علاؤالدین میر میراں کے مرید شیخ نظام الدین بدایونی سے پائی۔لڑکپن سے ہی نہایت متقی اور صوم صلوۃ کے پابند تھے۔عمر کے سولہویں سال میں خواجہ نصیرالدین روشن چراغ دہلی کے ہاتھ پر بیعت فرمائی اور اپنے پیر کامل کی نگرانی میں تمام ضروری مجاہدے اور ریاضتیں مکمل کیں۔

۱۹ سال کی عمر میں ناموَر علماء اور فقہا سے علوم عصریہ میں تکمیل کی سند حاصل کی اور علوم باطنی میں مدارج اعلیٰ طے کئے' اپنی وفات سے چندروز قبل ۷۵۷ھ میں خواجہ روشن چراغ دہلویؒ نے آپ کو خلافت واجازت سے سرفراز کیا' اور پھر بالآخر چالیس سال رشد وہدایت کے کام میں بسر فرمانے کے بعد' ۱۶ ذیقعدہ ۸۲۵ھ (یکم نومبر ۱۴۲۲ھ) میں انتقال فرمایا اور گلبرگہ میں' جو دہلی سے چالیس میل دور ہے' مدفون ہوئے۔

حضرت خواجہ محمد گیسودراز کی ۱۰۵ کے قریب تصانیف ہیں' جو علوم اسلامیہ کے مختلف موضوعات پر آپ نے تصنیف فرمائیں۔جس میں سے چند طبع ہوچکی ہیں' اور بیشتر ابھی مخطوطات کی شکل میں ہیں' ہمارے مخدوم سید نفیس شاہ صاحب کے والدین اسی خاندان کے تعلق رکھتے ہیں۔

ولادت: شاہ صاحب کے مورث اعلیٰ شاہ حفیظ اللہ حسینی گلبرگوی ۱۳۱۴ھ میں دکن سے نقل مکانی کر سیالکوٹ میں وارد ہوئے' وہ سیالکوٹ کے نواح میں مدفون ہیں۔

سیالکوٹ بڑا مردم خیز شہر ہے' اس کی خاک ملا عبدالحکیم (استاد اورنگ زیب عالمگیر) مولانا محمد افضل سیالکوٹی (استاد شاہ ولی اللہ ومرزا مظہر جانجاناں شہید العلوی) اور شاعر مشرق علامہ اقبال جیسے لوگوں نے جنم لیا۔

آپ کے والد محترم سید محمد اشرف علی بن سید بدہی شاہ بن سید محمد شاہ الحسینی السیالکوٹی تھے' جو سیالکوٹ کے

ممتاز اہل علم میں سے تھے' آپ اپنے دور میں خط نستعلیق اور خط نسخ کے ماہر خوش نویس تھے کہ آپ کے دست مبارک سے کتابت شدہ کئی کتابیں زیور طبع سے آراستہ ہوئیں' لیکن آخری عمر میں صرف قرآن کریم کی کتابت فرماتے تھے' انہی سید محمد اشرف کے ہاں شاہ صاحب کی ولادت ماہ ذوالقعدہ ۱۳۵۱ھ/ ۱۱مارچ ۱۹۳۳ء میں ہوئی۔

تعلیم وتربیت: آپ نے ابتدائی تعلیم وتربیت قصبہ بھوپانوالہ کے ہائی سکول سے اور اپنے والد بزرگوار سے حاصل کی' خالق ازل کچھ لوگوں کی فطرت ایسی بناتا ہے کہ انہیں تعلیم وتربیت کے لئے ''حرف ومعنی'' کے پابند نہیں ہوتے یہ لدنی یا وھبی علم کالج یا مدرسے یا استاد کی نظر عنایت کا محتاج نہیں ہوتا۔ آپ بھی ایسے ہی بزرگوں میں شامل ہیں' اسی لئے اگرچہ آپ کے حصول علم کی راہ سکول وکالج کی تھی' مگر آپ کا رخ ''سوئے حرم'' ہی تھا۔

سیالکوٹ کے تعلیمی اداروں میں میٹرک تک تعلیم حاصل کرنے کے بعد ۱۹۴۷ء میں فیصل آباد میں اپنے ماموں کے ہاں چلے گئے جو مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ کے شاگرد اور مشہور فاضل شخص تھے' وہاں آپ نے ''گورنمنٹ کالج'' میں سال اول میں داخلہ لیا' یہاں آپ کا قیام محلہ گجراں میں رہا جو ایک قدیم بستی ہے گورنمنٹ کالج' سے جسے اس وقت یونیورسٹی کا درجہ حاصل ہو چکا ہے' آپ نے ایف۔اے امتیازی نمبروں میں پاس کیا۔

اس دوران میں انہوں نے اپنے والد سے خوش نویسی کی مشق جاری رکھی۔ بعد ازاں آپ لاہور منتقل ہوگئے۔ لاہور میں ابتداً چند ماہ ''روزنامہ احسان'' اور پھر ''نوائے وقت'' میں بحیثیت سرخی نویس خطاط پانچ برس کام کیا' اور خوشنویسی کو بطور شغل اختیار کرلیا۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ نے مزید تعلیم کیلئے پنجاب یونیورسٹی'' اور ی اینٹل کالج لاہور'' میں منشی فاضل کی کلاس میں داخلہ لے لیا۔ اس زمانے منشی فاضل کی کلاسیں اورینٹل کالج میں ہوتی تھیں اور ان کلاسوں کو نامور علماء اور ماہر ادیب پڑھاتے تھے۔ اورینٹل کالج نے آپ کو ایک کم گو خاموش طبع' محنتی' ذہین اور کام سے کام رکھنے والا طالب علم پایا' اس زمانے میں آپ کے ایک استاد ڈاکٹر عبادت بریلوی اس زمانے کی یادوں کو تازہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''قیام پاکستان کے بعد ایک طالب علم اورینٹل کالج میں داخل ہوئے اور انہوں نے باقاعدگی سے اردو زبان وادب کی تعلیم حاصل کرنی شروع کی۔ وہ عربی فارسی جانتے تھے' لیکن اردو زبان وادب کا باقاعدہ مطالعہ کرنا چاہتے تھے' مجھ سے کئی دفعہ ملے تو میں نے اندازہ لگایا کہ وہ اردو ادب کے سنجیدہ طالب علم ہیں اور ادب کے مطالعے کا انہیں شوق ہے' یہ تھے سید انور حسین شاہ! خوبصورت' خوش شکل' دراز قد' دبلے پتلے' کتابی چہرہ' گندمی رنگ' داڑھی مونچھیں صاف' سر پر انگریزی بال' شیروانی اور شلوار میں ملبوس۔ وہ مجھے ایک جاذب نظر اور دل آمیز شخصیت کے مالک نظر آئے۔ یہ زمانہ ان کی جوانی کا زمانہ تھا' اس وقت ان کی عمر بیس سال سے زیادہ نہیں تھی' لیکچروں میں باقاعدگی سے آتے تھے' طالب علموں سے زیادہ ملتے جلتے نہیں تھے' عام طور پر خاموش اور سنجیدہ رہتے تھے' استادوں کی عزت کرتے

تھے، شرم وحیا کا پیکر تھے، دوسرے طالب علموں کی طرح استادوں سے زیادہ ملتے جلتے نہ تھے، لیکچروں میں شریک ہوتے تھے۔ اور اس کے بعد گھر چلے جاتے تھے۔ (آ ہوان صحرا، ص ۹۳۔)

دینی علوم کی تحصیل:

چونکہ آپ کا خاندان مذہبی پس منظر کا حامل ہے، علوم دینیہ آپ کے اجداد میں کئی پشتوں سے متوارث رہا ہے، خود آپ کے والد محترم ایک عالم باعمل اور صالح بزرگ تھے، اس لئے آپ بھی بچپن سے ہی نیک سیرت، اور ''صاحب خصال حمیدہ'' واقع ہوئے ہیں۔ کالج میں آپ کے اساتذہ کا اعتراف حقیقت اس کی بخوبی عکاسی کرتا ہے۔ دینی کتب کے ضمن میں یہ بات قابل ذکر ہے کہ آپ نے باقاعدگی سے کسی دینی مدرسے میں تعلیم حاصل نہیں کی، بلکہ آپ نے جستہ جستہ کتابیں پڑھی ہیں، جیسا کہ محمد حسین تسبیحی صاحب لکھتے ہیں:

لیکن بایں ہمہ اکتفانہ کرد و زانوائے ادب در پیش کتب علمی دینی وفقہ واصول و تفسیر و حدیث، تجوید و قرأت بسر زمین زد و آں قدر خواند تا فہمید کہ چہ چیز باید بخواند۔ یعنی انہوں نے دنیوی تعلیم پر اکتفا نہیں کیا، بلکہ دینی علوم مثلاً فقہ ''تفسیر'' حدیث اور تجدید وقرأت پڑھنے کے لئے اساتذہ کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا، تاکہ آپ یہ جان جائیں کہ کیا کچھ پڑھنا چاہیے۔

بایں ہمہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دینی مسائل میں جو شعور عطا فرمایا ہے وہ آپ کے وسیع علمی مطالعے، علماء سے ذاتی استفادے کے علاوہ خصوصی عطیہ خداوندی کا مظہر ہے۔

فیض تربیت باطنی:

شاہ صاحب کی یہ حسن سعادت تھی کہ انہیں قلب وذہن کے تزکیے اور ان کی تطہیر کے لئے جس شخصیت کی سرپرستی میسر آئی وہ اپنے دور کی ہی نہیں، بلکہ تاریخ کی ایک قد آور اور عبقری شخصیت ہے ک جس کی مثالیں بہت کم دیکھنے میں ملتی ہیں، یہ شخصیت شاہ عبدالقادر رائپوری قدس سرہ العزیز کی تھی، جو اپنے عہد کے بلاشبہ قطب دوران تھے جس کے ''فیوض باطنی'' نے لاکھوں لوگوں کی زندگیوں میں صالح انقلاب برپا کیا۔

قیام پاکستان کے بعد بھی اگرچہ شاہ عبدالقادر رائپوری ہندوستان کے قصبے ''رائپور'' میں ہی رہائش پذیر رہے، لیکن پاکستان میں ان کا دورہ اور قیام اتنا طویل ہوتا تھا کہ ایسے لگتا تھا جیسے پاکستان ہی آپ کا ''وطن'' ہو چنانچہ شاہ صاحب نے یہیں آپ کے دست حق پرست پر بیعت کی، یہ زمانہ شاہ صاحب کے عین شباب کا تھا۔

خود شاہ صاحب نے ایک مجلس میں اس کی تفصیل یوں بیان کی:

میں اس زمانے (نواح ۱۹۵۵) میں نوائے وقت لاہور میں شعبہ خوش نویسی کے ساتھ منسلک تھا، میرے

ساتھ ایک اور بزرگ بھی کام کرتے تھے‘ ایک مرتبہ انہوں نے مجھے بتایا کہ لاہور میں ہندوستان کے ایک بڑے بزرگ تشریف لا رہے ہیں‘ چنانچہ میں نے جا کر حضرت شیخ کی زیارت کی تو دل میں بے پناہ کشش محسوس کی‘ مگر بیعت کا اتفاق ۱۹۵۷ء (۱۱ جمادی الاولیٰ ۱۳۷۷ھ) میں ہوا‘ جب میں نے نوائے وقت کی ملازمت چھوڑ دی تھی۔

یہ اس تعلق کی ابتداء تھی‘ اس کے بعد یہ سلسلہ بڑھتا چلا گیا‘ اور زندگی کے سارے اطوار بدل گئے‘ اس زمانے میں شاہ صاحب کی بیٹھک چٹان کے دفتر میں ہوتی تھی‘ حضرت شیخ جب بھی یہاں تشریف لاتے آپ زیادہ تر وقت ان کیساتھ بسر کرتے‘ اور شیخ کامل کی معیت اور سرپرستی سے مہینوں کے قافلے دنوں میں اور دنوں کے منٹوں میں بسر ہوتے بعدازاں یہ تعلق اتنا بڑھا کہ آپ اپنے مرشد کامل کی نگرانی میں منازل سلوک طے کرنے کیلئے نہ صرف پاکستان میں ان کے ہمراہ رہتے تھے‘ بلکہ ہندوستان جا کر بھی ’’رائپور‘‘ میں تادیر قیام پذیر رہتے۔

حضرت رائپوری قدس سرہ العزیز کے اس تعلق نے آپ کی ذات کو منبع فیوض و برکات بنا دیا اور آپ کی ذات مرجع خلائق بن گئی۔ بہت جلد مرشد کامل نے آپ کو ’’خلافت و اجازت‘‘ عطا فرما دی‘ چنانچہ آپ کا شمار حضرت رائپوریؒ کے ’’بڑے خلفا‘‘ میں ہوتا ہے۔

آپ اس تعلق کی بدولت جذب وجنون کی دولت بیش بہا سے مالا مال ہوئے‘ اس جذب وجنون ہی کی بنا پر آپ کو بار بار حرمین کی حاضری ہو چکی ہے۔ کئی بار حج کے لئے گئے۔ رمضان المبارک کے کئی مہینے آپ نے دیار حبیب ﷺ میں گزارے۔ پاکستان اور ہندوستان کے اولیاء اللہ کے مزاروں پر بھی حاضری دی اور کئی دفعہ خاصا وقت انہوں نے حیدر آباد دکن حضرت خواجہ بندہ نواز گیسودراز کی درگاہ میں بھی گزارا اور جب بھی وہاں سے آئے‘ تو خواجہ صاحب کی ایسی مطبوعہ اور غیر مطبوعہ تصانیف اپنے ہمراہ لائے جو اب کسی قیمت پر دستیاب نہیں ہوتیں۔ (آہوان صحرا‘ ص ۹۸)

شاہ صاحب اسم بامسمّٰی ہیں‘ آپ نے اپنے نام کی طرح واقعی نفیس طبیعت پائی ہے‘ اسی لئے جس طرح آپ کا ’’اشہب قلم‘‘ اردو‘ فارسی‘ اور عربی کی کتابت میں دوڑتا ہے‘ اس سے زیادہ آپ کی طبیعت تصوف اور روحانیت کے کاموں میں رواں دواں رہتی ہے‘ فی الوقت آپ کا شمار حضرت رائپوریؒ قدس سرہ کے جلیل القدر خلفاء میں ہوتا ہے۔

آپ کی مجلس اہل علم وتحقیق کا مرجع ہے‘ پاکستان بھر کے محققین مختلف موضوعات پر مواد کی تلاش وجستجو کے لئے آپ کے در دولت پر حاضری دیتے اور شادکام ہو کر جاتے ہیں۔

<u>شاعری:</u> اوپر گزر چکا ہے کہ اللہ نے آپ کو انتہائی موزوں اور نفیس طبیعت سے مالا مال کیا ہے‘ اسی لئے آپ دنیائے اسلام کے عظیم ترین خوش نویس اور بے مثل و بے عدیل عالم اور مربّی کامل ہونے کے ساتھ ساتھ بہت اچھے شاعر بھی ہیں‘ مگر آپ کی شاعری ’’الشعراء یتبعھم الغاوٗن‘‘ کے زمرے میں نہیں آتی بلکہ ’’الا الذین امنوا وعملوا الصالحات (مگر وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال کئے) کا ہی ’’پرتو‘‘ ہے۔

عربوں کے ہاں ایک ضرب المثل ہے کہ ''الشعراء تلامیذ الرحمان'' (شعراء اللہ تعالیٰ کے شاگرد ہوتے ہیں) اس ضرب المثل کا اور کوئی مصداق ہو یا نہ ہو مگر ہم شاہ صاحب کو بدرجہ اتم اس کا مصداق قرار دے سکتے ہیں، نہ صرف اس لئے کہ آپ کی شاعری ''کوچہ یار'' کے گرد نہیں گھومتی، بلکہ اس میں عشق حقیقی کی تجلیات اور اسکے جلوے بدرجہ اتم نظر آتے ہیں، بلکہ اس لئے بھی کہ آپ نے شاعری میں کسی ''استادِ سخن'' سے نہ کبھی اصلاح لی اور نہ کسی کے سامنے زانوے تلمذ تہہ کیے۔ اور نہ کبھی مشاعرہ میں شرکت کی، بلکہ قدرت نے آپ کو یہ ملکہ عطا فرمایا، کہ آپ براہ راست ''منبع صدق وصفا'' سے مستفید ہوئے ہیں۔ غلام نظام الدین آپ کے متعلق لکھتے ہیں:

''نفیس رقم'' نے جب سے اپنے آپ کو عام خطاطوں کی جماعت سے نکال کر عارفین سالکین کے مقدس گروہ میں ڈال لیا ہے، ان کے سیہ باطن کو ''روح القدس'' کی اعانت وحمایت حاصل ہے، اور ان کے ہاں جمالیاتی رسائیوں کا احساس شدید تر ہوگیا ہے، اب ان کی نستعلیق میں فن جزالت پہلے سے کہیں بڑھ گئی ہے۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ حسنِ حقیقی کے جلوے ان کے دائروں میں موج در موج منعکس ہو رہے ہیں۔ (غلام نظام الدین: فنکار سے ملیے، پندرہ روزہ ''نیا پیام'، لاہور (ص ۲۴) ۱۵ جون ۱۹۸۱)

شاہ صاحب میں شاعری کا جذبہ پیدائشی اور فطری ہے، آپ ابھی انٹرمیڈیٹ کے طالب علم تھے کہ اسی وقت سے آپ نے ''سید انور زیدی'' نے نام سے شعرگوئی شروع کر دی تھی، ابھی آپ وہاں سال اول کے طالب علم تھے کہ آپ کا نعتیہ کلام کالج کے ادبی میگزین میں شائع ہوا اس وقت عمر پندرہ برس تھی...... اس وقت کا کہا ہوا سلام...... بڑا زوردار اور پرتاثر ہے، ملاحظہ فرمائیے۔

سلام اے شمع روشن، چشم عبداللہ کی بینائی
زمانہ تجھ پہ قربان ہے، فرشتے تیرے شیدائی
تیری آمد سے رونق آ گئی گلزار ہستی میں
عنا دل چہچہا اٹھے بہار آئی بہار آئی
تیری رحمت کے دامن کی ہے لامحدود پہنائی

اس دور میں، جب آتش جواں تھا۔ زیادہ تر غزلیں کہی گئیں لیکن چونکہ وہ دور ابھی شعور میں پختگی کا محتاج تھا، جو وقت کے ساتھ آگے بڑھتے ہوئے پیدا ہوئی، اس لئے اس دور کی کہی ہوئی بیشتر غزلیں ان کے حال ہی میں شائع ہونے والے مجموعے برگ گل میں جگہ نہ پاسکیں۔

اس دور میں آپ نے کچھ نظمیں بھی کہیں، جن میں سے بطور مثال ۱۸ ستمبر ۱۹۵۱ء کو کہی گئی نظم کا ذکر کیا جاسکتا ہے، جو ''حکیم مشرق لائلپور کے شمارہ اکتوبر ۱۹۵۱ء میں سید انور زیدی کے نام سے طبع ہوئی۔ اس میں آپ فرماتے ہیں:

دلوں میں حکمت قرآن لئے ہوئے اٹھو
جلال بُوذرؓ و سلمانؓ لئے ہوئے اٹھو
وہ ہند دعوت یلغار دے رہا ہے تمہیں
رگوں میں خون شہیداں لئے ہوئے اٹھو
تمہارے دین کی ظلمت ہے چوٹ کھائے ہوئے
جگر پہ داغ نمایاں لئے ہوئے اٹھو
اٹھو غُبارِ زمانہ کو اپنے زیر کرو
یہ کام ایسا نہیں ہے' کہ اس میں دیر کرو

شاہ صاحب کی شاعری کا کوئی مجموعہ مدتوں شائع نہیں ہوا (برگ گل حال ہی میں طبع ہوا ہے) اس تاخیر کی بڑی وجہ یہ ہے کہ آپ کی طبیعت میں اسلام کی طرح ''اخفائے حال'' کمال درجے کا ہے' اکثر اوقات آپ کلام سنانے کے بعد اپنا نام بھی نہیں بتاتے' چنانچہ غلام نظام الدین صاحب بیان فرماتے ہیں:

''ایک مرتبہ لاہور کے ایک کیفے میں شاہ صاحب یوسف سدیدی اور راقم الحروف اکٹھے چائے پی رہے تھے' شاہ صاحب نے مختلف شعراء کا کلام سنایا' پھر ایک رباعی بے حد پسند کی گئی' لیکن فرمائش کے باوجود شاہ صاحب نے شاعر کا نام نہ بتایا اور یہی کہتے رہے' بس کسی کی ہوگی' میں سمجھ گیا کہ اس نکرہ میں انتہائی معرفہ پن ہے' جب میں نے اصرار سے کہا کہ رباعی یقیناً آپ ہی کی ہے' تو انہوں نے تسلیماً ہلکا سا تبسم کیا اور آپ کی آنکھوں میں ایک پر مسرت چمک آگئی' لیکن خاموش رہے (فنکار سے ملیئے' ص ۲۴)

ابتدائی دور میں شاہ صاحب اس موقع پر شاعری کرتے جب کوئی خوشگوار یا ناخوشگوار موقع آپ کے خیالات میں تموج یا تہیج پیدا کر دیتا تو آپ کے اندر موجود بحر معانی اشعار کا روپ دھارنے کیلئے بیتاب ہوکر باہر نکل پڑتا' مثال کے طور پر ۱۹۶۲ء میں آپ کے پیرو مرشد شاہ عبدالقادر رائپوری قدس سرہ کا وصال ہوا تو آپ کے جذبات میں ہلچل پیدا ہوگئی اور اس موقع پر آپ نے ایک پر درد اور پر سوز المیہ نظم کہی' جسے عرف عام میں مرثیہ کہا جاتا ہے اس میں آپ نے چھوٹی بحر منتخب کی ہے اور حروف علت (ا' و' ر) کا تکرار ملتا ہے' جس سے یوں محسوس ہوتا ہے جیسے غم ایک ایک قطرہ بن کر ٹپک رہا ہو اور آہوں اور سسکیوں کا ایک دھواں فضا کو مرتعش کر رہا ہو' آپ فرماتے ہیں:

اے غم جاناں اے غم جانم — دل ہے پر خون آنکھیں پر نم
اللہ ان کا عالم — عشق سراپا حسن مجسم
قطب زمانہ غوث یگانہ — رشک جنید و شبلی و ادھم

لاکھوں دلبر لیکن پھر بھی　　تیرا عالم، تیرا عالم
فانی فی اللہ باقی باللہ　　ختم ہے انہی پر ان کا عالم
جامع سنت قاطع بدعت　　نائب حضرت فخر دو عالم
عسکری اصحاب محمد　　لشکری پیغمبر خاتم
تجھ سا نہ دیکھا تجھ سا نہ پایا　　اتر دکھن 'پورب' پچھم
حسب تکلم، رنگ تبسم　　غم کا مداوا زخم کا مرہم
گاہ اشارہ گاہ کنایہ　　مجمل مجمل، مبہم مبہم
نورِ شریعت فیض طریقت　　جاری ساری باہم باہم
سوز مروت لحظ لحظہ　　درد محبت پیہم پیہم
دنیا دنیا، عقبیٰ عقبیٰ　　عالم عالم تیرا ماتم

(فنکار سے ملئے، ص ۲۵)

آپ کے دوسرے مضمون اور غزلیات پر بھی یہی رنگ غالب ہے۔

شاعروں میں شاہ صاحب بہت تیزی سے منزلیں طے کررہے تھے اور دل کی وارداتیں حسین الفاظ سے مجسم ہوکر سننے والوں کے دل موہ رہی تھیں، کہ اسی اثنا میں شاعرانہ جذبات پر مہر و شفقت کا سایہ لہرا گیا، اور جذبات کی رو کے ساتھ آگے بڑھنے والی شاعری کو بریک سا لگ گیا۔

ہوا یوں کہ جب شاہ صاحب...... شاہ عبدالقادر رائپوریؒ کے حلقہ ارادت میں داخل ہوئے تو ایک روز حضرت رائپوریؒ نے فرمایا: شعر کا ذوق بھی ہے؟ عرض کیا حضرت بہت زیادہ ذوق وشوق ہے۔ فرمایا: جب کسی کی شادی ہوتی ہے تو اس کا جی چاہتا ہے کہ خوب رونق اور چہل پہل ہو، مگر جب وصال کا لمحہ آ پہنچتا ہے، تو اپنے اور محبوب کے درمیان کسی غیر کا وجود برداشت نہیں کرسکتا۔ شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ یہ الفاظ سنتے ہی میری ذہنی کیفیت ہی بدل گئی۔ طبیعت میں وہ جوش وخروش نہ رہے، اب شعر گوئی کا ذوق تو باقی رہا گیا ہے، مگر شوق بالکل جاتا رہا اور شاید ہی کوئی نعت یا نظم موزوں ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو ذوق شعری بخشا ہے، آپ نے اس کا بھرپور استعمال نعت گوئی اور منقبت گوئی میں کیا ہے، آپکی شاعری کا من پسند موضوع نعت رسول مقبول ہے۔ مثلاً ایک نعت میں آپ فرماتے ہیں:

عطا قدموں میں ہو دائم حضوری یا رسول اللہ
ہے اب ناقابل برداشت دوری یا رسول اللہ
عنایت ہو اگر اک لمحہ اپنی خاص خلوت کا

مجھے اک عرض کرنی ہے ضروری یا رسول اللہ
اجازت ہو تو کچھ چشمان تر سے بھی بیان کرلوں
ابھی ہے داستان غم ادھوری یا رسول اللہ
میری غایت تمنا ہے درِ اقدس کی دربانی
زہے عزت اگر ہو جائے پوری یا رسول اللہ
مدینے میں ہی آکر راحت و تسکین پاتی ہے
دل فرقت زدہ کی ناصبوری' یا رسول اللہ
دم رخصت نفیس اشکوں سے تر ہے رحم فرماؤ
خدارا اک جھلک ہلکی سی نوری یا رسول اللہ

یہ نعت شائع ہوئی تو اس کے ساتھ چوکھٹے میں یہ سطور بھی تھیں۔

''یہ درماندہ مواجہ شریف پر حاضر خدمت اقدس ہوا فوراً ہی ایک شعر وارد ہو گیا بعد میں تدریجاً مدینہ منورہ ہی میں اور شعر بھی ہو گئے' آخری شعر رخصت کے وقت ہوا۔ (نفیس)

مندرجہ بالا نعت جس پس منظر میں کہی گئی وہ جاننے کے بعد یقیناً اس کا لطف دوبالا ہو جاتا ہے' آپ یہ نعت ایک بار پھر پڑھ لیجئے' (پروفیسر خالد بزمی: سید نفیس الحسینی' در سالنامہ محفل' لاہور ۱۹۸۹ء ص ۶۵)

شاہ صاحب سید نفیس الحسینی مدظلہ العالی کی بعض نعتوں کا مجموعہ ''برگ گل'' کے عنوان سے طبع ہو چکا ہے۔ اس مجموعے کی رو سے آپ نے حمد باری' نفائس النبی ﷺ' مناقب' شعر الفراق' اذن جہاد' مینائے غزل' فنائس اور صریر قلم کے عنوان سے بہت عمدہ اور خوب صورت نظمیں اور نعتیں کہی ہیں۔ خصوصاً نعتوں میں آپ کا اسلوب ایسا ہے کہ ہر نعت بار بار پڑھنے اور گنگنانے کو جی چاہتا ہے مثلاً ایک نعت ملاحظہ فرمایئے۔

چھا رہی ہے گھٹا مدینے کی ۔۔۔ آ گئی رت پلانے پینے کی
زندگی اس کی' موت اس کی ہے ۔۔۔ خاک ہو جائے جو مدینے کی
مئے افرنگ میں وہ بات کہاں ۔۔۔ لا مرے واسطے مدینے کی
ختم ہے سلسلہ نبوت کا ۔۔۔ مہر ہے ہاشمی نگینے کی
ہفت قلزم کے موتیوں سے گراں ۔۔۔ بوند اک اک ترے پسینے کی

....

ملائک ساتھ ہیں دامن سنبھالے ۔۔۔ حرا سے آرہے ہیں کملی والے

چہار آفاق مجھ پر ہو گئے تنگ مجھے تو اپنی کملی میں چھپا لے
زہے چشم فسون ساز محبت پرائے کو بھی جو اپنا بنا لے
بہار آئی ہے غنچے کھل رہے ہیں مرے دل تو بھی دو دن مسکرا لے

نفیس صاحب کی نعتوں میں اس انداز کے اشعار بھی ملتے ہیں جس کا اپنا ایک لطف ہے

ہاں! ساقی کوثر سے صبا! عرض یہ کرنا ایک رندِ سیہ مست بہت یاد کرے ہے
یہ عاشق بے نام ہے مشتاق زیارت دن رات ترے ہجر میں فریاد کرے ہے
اے بادِ صبا! راہ راہ تیری دیکھ رہا ہوں اب آ کے سنا جو بھی وہ ارشاد کرے ہے

آپ کی بعض نعتوں میں جو آمد' اور واردات قلبیہ کی جس طرح عکاسی ہوتی ہے' وہ اپنی مثال آپ ہے'

دنیا سیپ محمد موتی ﷺ اس بن دنیا کیسے ہوتی ﷺ
مقصودِ کونین محمدؐ مطلوب دارین محمدؐ اس بن دنیا کیسے ہوتی ﷺ
کاش مرے محبوب کی دھرتی مجھ پر نفیس شفقت کرتی اپنے اندر مجھ کو سموتی ﷺ

آپ نے فراق' غزل اور دوسرے عنوانات پر بھی بڑی عمدہ شاعری کی ہے' جس سے بلاشبہ دل و دماغ معطر اور منور ہو جاتے ہیں' آپ کی شاعری شاہد و شراب کی شاعری نہیں ہے' آپ کی شاعری سچے اور سچے لفظوں اور انسانی زندگی کے گہرے سمندروں کی شاعری ہے۔ آپکی شاعری کے سوتے آپ کے دل و دماغ اور آپ کے حالات و واقعات سے پھوٹتے ہیں' آپ نے اپنے جذبوں کو زبان عطا کی ہے' اور اپنی سوچوں کو شاعری کا رخ عطا کیا ہے۔

شاعری زیادہ تر آمد پر مشتمل ہے' کسی کسی جگہ البتہ آورد بھی ہے' لیکن بہت کم ہے' جن جن موقعوں پر اشعار کہے گئے ہیں وہ سب تاریخی موقع ہیں' سکردو کے سفر میں مضمون نگار آپ کے ہمراہ تھا' ہوائی جہاز راولپنڈی سے اترا۔ راستے میں جب کوہ دمن کے اوپر سے گزرا' تو آپ پر کیفیت طاری ہو گئی' اور آپ نے یہ اشعار نظم کیے:

دریا جو بہہ رہا ہے سبحان تیری قدرت ہر قطرہ کہہ رہا ہے سبحان تیری قدرت
جو بار اٹھا سکے نہ ارض و جبال و افلاک انسان سن رہا ہے سبحان تیری قدرت (سفر ۱۷/ ۱۴۱۳ھ ۱۹۹۲ء)

پہلی مرتبہ مدینہ طیبہ میں حاضری ہوئی مواجہہ شریف پر' جذبات نے نعت کی صورت اختیار کرنا شروع کیا' اور ''عطا قدموں میں ہو دائم حضوری یا رسول اللہ'' نظم ہو گئی' اسی طرح ۱۹۹۱ء میں دوبارہ حاضری ہوئی تو ''اللہ اللہ محمد ترا نام اے ساقی'' نظم ہوئی' اسی طرح مختلف بزرگوں اور اپنے شیخ کی وفات پر پر درد نظمیں کہی گئیں ہیں۔ یہ سب سچے جذبوں کی داستانیں ہیں۔

خوش نویسی اور اس میں آپ کا مقام: شاہ صاحب کے والد محترم سید محمد اشرف علی اپنے وقت کے خط نستعلیق

کے نامور خطاط اور خوش نویس تھے' ان کے کتابت کردہ قرآن مجید اور دینی کتب کے نسخے اس زمانے میں سنگی طباعت سے آراستہ ہوئے اور چند کتب کو جدید اشاعت کے طریقے پر بھی شائع کیا گیا۔

اس طرح' کتابت کا فن آپ کی خاندانی میراث ہے' آپ نے اسی فن کی گود میں آنکھ کھولی' اسی نے آپ کی پرورش کی' اسی کی چھاؤں آپ پر سایہ پدری بن کر ضوفگن رہی' جن دنوں آپ اورینٹل کالج میں زیر تعلیم تھے۔ ان دنوں میں بھی آپ ایک پختہ فکر ''کاتب'' تھے اور آپ کے ہم سبق آپ کے اساتذہ اس پر متعجب ہوتے تھے' چنانچہ ڈاکٹر عبادت بریلوی لکھتے ہیں: ''میں ان کے بارے میں کچھ نہیں جانتا تھا کہ وہ کون ہیں' کہاں رہتے ہیں اور کیا کرتے ہیں' لیکن جب دسمبر امتحان ہوا اور میں نے ان کی امتحان کی کاپی دیکھی تو میں انکے خط کی خوبصورتی دیکھ کر حیران رہ گیا' میرے دل میں یہ معلوم کرنے کی خواہش پیدا ہوئی کہ خط میں یہ حسن و جمال ان کے پاس کہاں سے آیا ہے اور یہ فن انہوں نے کن سے سیکھا ہے' چنانچہ ڈاکٹر عبادت بریلوی لکھتے ہیں:

''میں ان کے بارے میں کچھ نہیں جانتا تھا کہ وہ کون ہیں' کہاں رہتے ہیں' اور کیا کرتے ہیں۔ لیکن جب دسمبر امتحان ہوا اور میں نے ان کی امتحان کی کاپی دیکھی تو میں ان کے خط کی خوبصورتی دیکھ کر حیران رہ گیا۔ میرے دل میں یہ معلوم کرنے کی خواہش پیدا ہوئی کہ خط میں یہ حسن و جمال ان کے پاس کہاں سے آیا ہے اور فن انہوں نے کن سے سیکھا ہے' چنانچہ ایک دن میں نے انہیں اپنے پاس بلایا اور ان کی امتحان کی کاپی انہیں دکھا کر پوچھا' ایک طالب علم کا خط اتنا خوبصورت نہیں ہوسکتا۔ یہ فن آپ نے کس سے سیکھا ہے؟ کہنے لگے' میرے خط میں کوئی خاص بات نہیں ہے' آپ کا حسن ذوق اور حسن نظر ہے' ویسے میں پیشے کے اعتبار سے خوش نویس ہوں' کتابت کرتا ہوں' میرے والد بھی کلام پاک کی کتابت کرتے ہیں' وہی میرے استاد ہیں۔ میں نے انہی سے سب کچھ سیکھا ہے میں نے کہا: اللہ تعالیٰ نے آپ کے ہاتھ میں تخلیق کی ایسی صلاحیتیں عطا فرمائی ہیں جو کم لوگوں کو نصیب ہوتی ہیں۔ میں آپ کے فن سے بہت متاثر ہوا ہوں یہ کہہ کر میں نے دوسروں کو ان کی کاپی دکھائی اور اس طرح سارے کالج کو اس کا علم ہوگیا کہ ایک ماہر فن ان کے کالج کا طالب علم ہے۔ (آٹھواں صحرا' ص ۹۴)

جیسا کہ اوپر ذکر ہوا' شاہ صاحب نے کسی بھی نامور خطاط کی شاگردی اختیار نہیں کی' بلکہ جو کچھ سیکھا' اپنے والد محترم سے سیکھا اور اس فن میں اپنے پیرو مرشد شاہ عبدالقادر رائپوری کی روحانی فیوض و برکات نے روحانی اثر و نفوذ پیدا کیا' اسی لئے ان کے خط میں ظاہری حسن و جمال کے ساتھ ساتھ ایک معنوی اور روحانی حسن و جمال میں بدرجہ اتم موجود ہے' اسی لئے آپ کے خط کی کشش دوآتشہ بلکہ سہ آتشہ ہوکر اپنا اثر دکھاتی ہے۔

شاہ صاحب کی کتابت پر نصف صدی کا زمانہ گزرنے والا ہے' اس عرصے میں ملکی میدان سیاست سے لے کر آپ کی اپنی زندگی میں کئی تبدیلیاں رونما ہوچکی ہیں۔ آپ شروع میں نوائے وقت میں ملازم ہوئے اور بانی نوائے

وقت حمید نظامی کے ساتھ مل کر کام کیا۔ آپ نے ایک مرتبہ بتایا کہ آپ نوائے وقت کے موجودہ چیف ایڈیٹر مجید نظامی کے نکاح میں شریک تھے' جو مفتی محمد حسین بانی جامعہ اشرفیہ نے پڑھایا تھا۔ بعدازاں آپ نے یہ ملازمت چھوڑ دی۔ پھر ایک زمانے تک شورش کاشمیری کے ہفت روزہ چٹان کے دفتر کی بالائی منزل پر کرایہ پر کمرہ لے کر اس میں بیٹھتے رہے' اسی زمانے میں آپ نے روحانی منازل کی تکمیل فرمائی اور آپ کی کتابت کے حسن و جمال کی شہرت ملک میں چارسو پھیلی اور آپ کی خوش نویسی کا شہرہ دور دور تک پھیلا۔

بعدازاں مولانا حامد میاں مرحوم نے جو راقم الحروف کے استاد اور وقت کے ایک جید عالم دین تھے' آپ کو ''جامعہ مدنیہ'' کریم پارک میں ایک کمرہ دے دیا' اور اس طرح یہاں ایک عرصے تک محفل سجتی اور روحانیت بٹتی رہی۔ اس کے بعد آپ نے اپنے دولت خانے ۱۸۸/۲ نفیس منزل (کریم پارک) میں فیوضات ظاہری اور باطنی کیلئے بیٹھنا شروع کر دیا اور بحمد للہ یہ سلسلہ اب تک جاری و ساری ہے' حال ہی میں ''سبزہ زار'' کے حافظ ٹاؤن میں شاہ صاحب کے لئے ایک خانقاہ کی تاسیس کی گئی ہے' جس میں آپ ہر جمعرات کی رات سے جمعہ کی نماز تک قیام کرتے ہیں۔

آپ کے فن کتابت کے متعلق کچھ عرض کرنا اگرچہ سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے' لیکن رسم زمانہ کو نبھانے کے لئے کچھ نہ کچھ عرض کرنا پڑ رہا ہے' ورنہ حقیقت وہی ہے جسے یوں بیان کیا گیا ہے:

مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید (خوشبو وہ ہے جو خود مہکے وہ نہیں جسے عطار بتلائے کہ یہ خوشبو ہے)

شاہ صاحب کے تحریری شہ پارے اپنی داستان آپ کو خود سنائیں گے' آپ کے فن پارے ان کے نوک پلک درست کرنے والی شخصیت کی مہارت و مزاولت کی حقیقت خود بیان کریں گے۔ البتہ نامناسب نہ ہوگا اگر ہم آپ کے فن کے متعلق چند اہل قلم کی آراء پیش کریں۔

<u>ناموَر ادیب اور فاضل محمد حسین تسبیحی لکھتے ہیں:</u>

ہرکس کہ انتشارات مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان را مطالعہ میکند با نام مولانا سید انور حسین نفیس رقم آشنا است' آقائی نفیس رقم یکے از خوشنویسان و خطاطان مشہور و ماہر و زریں دست و خوش قلم است'' استاد نفیس رقم بالکلیہ اقلام خطوط اسلامی کہ از صدر اسلام تا امروز بہ وجود آمدہ است میتواند خوشنویسی میکند و ہرگاہ بہ دقت در خوشنویسی آقای ایشان را یک نقاش ماہر و چرب دست بہ حساب برآوردیم۔ (مضمون ''استاد نفیس رقم'' در پارس شمارہ ۳۹۵۵' دوشنبہ بیست ونہم دی' ۱۳۴۵ھ ش) اسی طرح غلام نظام الدین صاحب فرماتے ہیں:

دس سال پیشتر ایک کیلنڈر میری نظر سے گزرا' اس پر غالب کا یہ شعر جلی قلم سے لکھا تھا:

''نغمہ ہائے غم کو بھی اے دل غنیمت جانئے
بے صدا ہو جائے گا یہ ساز ہستی ایک دن''

شعر اتنا خوشخط تھا کہ حرفوں کی نشست اور ساتھ ہی ایک پرندے کی مغموم مگر معصوم صورت نے مل کر ایک ایسا ماحول پیدا کر دیا جس میں حزن و یاس اور حسرت و افسردگی کا غلبہ تھا' شاعر کے فکر و خیال کو خطاط نے اپنی قلمی اپج سے اس قدر حسین و جمیل پیکر بخشا کہ وہ ان کی چشم وسعت کے آگے تنگ نظر آنے لگا۔ اس فن پارے کے جلال و جمال سے عرصہ تک دل محظوظ ہوتا رہا' تا آنکہ ایک دن میرے دوست حافظ محمد یوسف سدیدی میرے پاس تشریف لائے' غالب کا شعر سامنے والی دیوار پر آویزاں تھا' میں نے سدیدی صاحب سے اس کی تفصیل چاہی انہوں نے بتایا کہ یہ شعر سید نفیس رقم نے کتابت کیا ہے۔ (نظام الدین پندرہ روزہ پیام' ص ۲۳)

یہی مضمون نگار اپنے ایک دوسرے مضمون میں شاہ صاحب کی عظمت کے تحت فرماتے ہیں:

خط نستعلیق کے متعلق حافظ محمد یوسف سدیدی اور صوفی محمود سدیدی صاحب سے اکثر بات چیت رہتی تھی۔ کثرت محنت کی وجہ سے ان حضرات نے اپنے اپنے اسلوب میں جو انفرادی حسن پیدا کر لیا تھا' اس کا کسے اعتراف نہیں اور ان کی عہد آفریں عظمت سے بھی کسے انکار ہوسکتا ہے' لیکن میرا طریقہ یہ تھا کہ اچھے سے اچھے نستعلیق کو میں کئی مرتبہ دیکھا کرتا تھا اور ہر مرتبہ تا دیر دیکھتا رہتا تھا' پھر مجھے خیال آتا کہ یہ لفظ اگر یوں ہوتا تو بہتر ہوتا' وہ لفظ اگر یوں ہوتا تو کتنا اچھا لگتا' یوں اصلاح و ترمیم سوچتے میرے اندر ایک تنقیدی ملکہ پیدا ہوگیا' حضرت صوفی محمود سدیدی گواہ ہیں کہ میں نے کوئی چیز لکھوائی ہوتی تو جو سیٹنگ میں اپنے قلم سے دے بھیجتا' اکثر و بیشتر حضرت صوفی صاحب وہی سیٹنگ قبول فرماتے اور اسی طرح لکھ دیتے' حافظ صاحب میری سیٹنگ میں بعض مرتبہ ترمیم کرتے اور خوب کرتے' لیکن عام طور پر وہ بھی میری سیٹنگ قبول کر لیتے تھے' اسی طرح میری حوصلہ افزائی ہوجاتی اور مجھے نستعلیق کے بارے میں اپنے حسن نظر پر بھروسہ سا ہونے لگا اگرچہ یہ سب کچھ حافظ یوسف سدیدی اور صوفی محمود سدیدی صاحب کی خدمت میں چند گھڑیاں بیٹھنے ہی کا نتیجہ تھا۔

جمال ہمنشین درمن اثر کرد
وگرنہ من ہمان خاکم کہ ہستم

دسمبر ۱۹۶۲ء کی بات ہے کہ گڑھی شاہو لاہور میں' حافظ یوسف صاحب کے مکان پر' ان کے فرزند بہار مصطفیٰ کی پیدائش کی تقریب میں بہت سے مہمان جمع تھے کہ ایک دیوار پر ایک کیلنڈر دکھائی دیا' جس پر غالب کا یہ شعر لکھا تھا:

نغمہ ہائے غم کو بھی اے دل غنیمت جانیے
بے صدا ہو جائے گا یہ ساز ہستی ایک دن

میں نے حافظ صاحب سے پوچھا ''یہ شعر کس کا لکھا ہوا ہے؟''

حافظ صاحب نے کہا ''کیا وجہ ہے؟''

میں نے کہا ''اس میں غضب کی کشش ہے اور قلم کی گرفت مضبوط اور زوردار اسلوب لفظی کی ترتیب' حروف کی کرسی' دائروں کی لطیف ساختیں' مدوں کی روانی' پیوندوں کی موزونیت اور نوک پلک کی تیزی حسن' نہ صرف ابھر رہا ہے' بلکہ اچھل اچھل رہا ہے''۔

حافظ صاحب نے کہا ''یہ نستعلیق کا استاد اجل اور عالم بے بدل ہے' میں جب اس کا لکھا ہوا دیکھتا ہوں اور حظ سے حیرت حسن کے مقام میں کھو جاتا ہوں' ایک نشہ سا مجھ پر چھا جاتا ہے' میر انیس کی شاعری میں سلاست اور فصاحت کا جو مقام ہے وہی کیفیت اس شخص کے زور قلم میں ہے اور اس کے لکھے ہوئے نستعلیق میں دریا کے مستانہ ٹھاٹ کی طرح' ایک بے تحاشہ فطری سلاست اور زوردار بہاؤ ہے۔ وہ نہ صرف سریع القلم اور نفیس القلم ہے' بلکہ بدیع القلم بھی ہے۔ میں نے کہا ''آپ میرے محسوسات کی مُو بمُو ترجمانی کرتے ہیں۔

میں یہ کہنے والا تھا کہ ''میں اپنے حسن خیال کی بنا پر نستعلیق میں ترمیم واصلاح کا جو نیا دائرہ لگاتا ہوں' یہ شخص اپنے بدیع اسلوب کی بنا پر بہت سے مقامات پر اس دائرے پر چل رہا ہے' گویا یہ شخص تخیل کا فاتح ہے اور یہی علامت نابغہ ہونے کی ہے کہ اس نے حقیقت موجود کو کھینچ تان کر یا مرکز سے خطِ محیط کو ہر نقطے سے چھو کر تمام امکانی عظمتوں اور رفعتوں کو تسخیر کر لیا ہے۔

حافظ صاحب نے کہا: ''بالکل ایسا ہی ہے اور اس شخص کے کلمات آئندہ زمانے میں آسمانی کواکب کی طرح جگمگ جگمگ فروزاں ہوں گے۔ ایک نادر قسم کی عظمت اور ایک جاودانی شہرت اس شخص کے قلم سے اپنی بیعت ارادت محکم واستوار کر چکی ہے' لوگ اس تجارتی دور کی عاجلانہ ضروریات کے تحت اس شخص کے جمال وکمال فن اور اس کے درخشندہ انداز کو ھنوز بخوبی تشخیص نہیں کر سکے' ورنہ یہ شخص وہ ہے کہ...... خط نستعلیق خود اس کے قلم سے منسوب ہو کر اپنے مقدر پر فخر وناز کیا کرے گا'' میں نے کہا ''آخر! یہ شخص ہے کون؟''

حافظ صاحب نے کہا ''میں جلد ہی ملاقات کا انتظام کرادوں گا اور یہ ہیں شاہ صاحب'' میں نے پوچھا: ''شاہ صاحب کون سے؟'' میں نے کہا ''بہت خوب اتنے بلند انسان کو دیکھنے کی سعادت میں ضرور حاصل کروں گا''

چند روز بعد بیٹھک کاتباں میں' حضرت محمود سدیدی صاحب نے کچھ لوگوں کو بلایا' مجھے حافظ صاحب لے گئے' وہاں تھوڑی دیر کے بعد حضرت شاہ صاحب تشریف لائے' بہت مختصر سی ملاقات رہی' ایک اثر عظیم اپنی جامع الحیثیات اور متنوع الصفات شخصیت کا یادگار چھوڑ کر' حضرت شاہ صاحب جلد رخصت ہوئے۔

۱۹۶۲ء سے حضرت شاہ صاحب کے (خط) نستعلیق کو میں بہت شوق سے دیکھتا رہا ہوں اور اپنے ذہن ہی ذہن میں ان کے خط کو نمبر بھی دیتا رہا ہوں' بہت عام یہ اتفاق ہوا ہے کہ میرا ذہن انتہائی دقیق منہاج پر چل کر پردیسی نستعلیق کو نفیس تر بنانے کیلئے جو چند تجویزیں بمشکل فراہم کرتا' شاہ صاحب کا خط بسہولت ہی حسن و جمال کی ان ہی

نادیدہ کیفیات کو حروف کے پیکروں میں چھلکا دیتا' بعض مقامات پر تو اعتراف ہے کہ شاہ صاحب کا خط میرے دائرہ خیال کو عبور کر کے نئی سرحدوں کی نشاندہی کرنے لگتا' ایسے مقامات پر میں شاہ صاحب کے خط کو نمبر دینے کی بجائے حیرت جمال کے نشے میں تادیر محظوظ ہوتا' ایک طرف اپنے خیال کی نارسائی' دوسری طرف شاہ صاحب کی بلاغت فکر! دونوں کے موازنہ سے لطف ولذت میں اور بھی اضافہ ہو جاتا' نستعلیق کے بارے میں اکثر میں سوچا کرتا تھا کہ جس طرح ایک فن پارے کی سیٹنگ میرے ذہن میں ہے' ایسے شاید ہی کوئی لکھے گا! میرے اس پندار کو شکست شاہ صاحب کے قلم سے ہوئی (غلام نظام الدین فنکار سے ملئے' در پندرہ روزہ پیام' ص ۲۴' ۱۵ جون ۱۹۷۱ء)

شاہ صاحب کے لکھے ہوئی نستعلیق کے بہت سے نمونے دیکھ چکنے کے بعد' میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ شاہ صاحب نستعلیق کے مجدد اعظم ہیں' ان کی سعی بلیغ اور فکر بلند نے پردیسی نستعلیق میں اصلاح و ترمیم کی اتنی مہم چلائی ہے کہ اب ہم نستعلیق کو طرز نفیس سے نامزد کرنے پر مجبور ہیں' شاہ صاحب کی لکھی ہوئی تحریر ایک مکمل کاروان جمال اور جدت نگاہ ہے' جو ہے جہاں ہے وہیں حرف آخر ہے' جیسے دین کی تکمیل آنحضرت علیہ السلام پر ہوئی' اسی طرح نستعلیق کی تکمیل شاہ صاحب نے فرما دی' اب اس کے آگے ہلاکت ہی ہلاکت ہے۔

ہمارے مخدوم نفیس رقم کے خط کی نفاستیں اور اس کی عمدگی کی جہات یا اس کے جلال و جمال کے پہلو ہر شخص پر' اس کی اپنی حیثیت اور اس کی ذہنی و قلبی استعداد کے مطابق کھلتے ہیں' راقم اس سلسلے میں اپنی بے ابضاعتی کا پہلے بھی اعتراف کر چکا ہے' بایں ہمہ شاہ صاحب کے خط میں حسب ذیل خوبیاں میرے جیسے ایک عام قاری کو بھی نظر آئی ہیں:

۱۔ آپ کے کتابت کردہ قطعات میں فن ''خطاطی'' اپنی انتہائی بلندی پر پہنچا ہوا محسوس ہوتا ہے' کہ اس سے اوپر اس کے لے اڑنا شاید ممکن نہ ہو' فنی اور تکنیکی اعتبار سے آپ کا فن اس وقت ثریا کی بلندیوں پر پرواز کر رہا ہے۔

۲۔ آپ کے خط میں ایک شائستگی' ایک نفاست اور ایک حسن اعتدال و توازن نظر آتا ہے جو آپ کے باکمال خطاط کی عکاسی کرتا ہے۔

۳۔ آپ کے خط حسب حال ہونے کی بنا پر' قاری میں حسب موقع خوشی یا رنج کے جذبات و احساسات پیدا کرتا ہے' جو آپ کی روحانی و ذہنی صلاحیتوں کا بھرپور اظہار و ابلاغ ہے۔

۴۔ آپ کی خطاطی اپنے قاری میں غیر محسوس اور ناشعوری طور پر مضمون کے مطابق اپنی تاثیر ظاہر کرتی ہے۔ (پیام......۲۵ ئبعد)

شاہ صاحب کی خطاطی کے حسین شاہ پاروں پر مشتمل ایک مجموعہ محترم راشد صاحب نے کراچی سے شائع کر دیا ہے' اور آپ کے کچھ حسین مرقع برگ گل میں بھی شامل ہیں۔

قاری سعید الرحمٰن *

عالم اسلام کے خلاف سازشیں
پاکستان اور سعودی عرب کی ذمہ داریاں

انگریز جو عالم اسلام کا سب سے بڑا دشمن رہا ہے' اس نے دوسرے عیسائی سلطنتوں سے مل کر ''خلافت عثمانیہ ترکیہ'' کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے آپس میں جو بندر بانٹ کی تھی' اور عربوں میں ترکوں کے خلاف نفرت کا بیج بو کر چھوٹی چھوٹی سلطنتوں میں تقسیم کرنے کا جو خطرناک منصوبہ بنایا تھا' اب اس کے زہریلے اثرات ظاہر ہو رہے ہیں۔ قطر' کویت' اردن' متحدہ عرب امارات وغیرہ چھوٹے چھوٹے خطوں میں ان کو تقسیم کیا گیا' تقسیم بھی ایسی کہ ایک دوسرے میں ان کی سرحدیں گھسی ہوئی ہیں۔ ابوظہبی آپ جائیں' اچانک امارات میں گھرے ہوئے علاقہ میں سلطنت عمان کا بورڈ نظر آئیگا۔ معلوم ہوگا کہ یہ اندرونی حصہ عمان کا ہے' آگے عمان کے اندر امارات کا حصہ نظر آئیگا۔ انگریز نے اس انداز سے یہ تقسیم اس لئے کی تھی کہ جب ان ممالک کو لڑانے کی ضرورت پڑے تو زیادہ تکلیف نہ ہو۔ معمولی اشارہ سے بھی یہ ایک دوسرے کے خلاف صف آراء ہو سکیں۔ O.I.C یعنی اسلامک ممالک کی تنظیم میں دو ایسے ممالک تھے جو پورے عالم اسلام کی قیادت کر سکتے تھے۔ اور اس تہذیبی تصادم کے دور میں مسلمانوں کی رہنمائی کر سکتے تھے۔ یہ دو ملک پاکستان اور سعودی عرب ہیں۔ پاکستان کو عالم اسلام میں جہاں ایٹمی طاقت ہونے کا اعزاز حاصل ہے' وہاں عام مسلمانوں کا دین سے لگاؤ اور اسلام سے محبت ان کا ایک خاص نشان ہے۔ پاکستانی فوج کو بھی عالم اسلام میں ایک قیمتی متاع کا طور پر پہچانا جاتا ہے۔ یہ فوج جہاد فی سبیل اللہ کے جذبہ سے سرشار ہے' اسلئے بھارت بھی اس سے ٹکر لینے کی پوزیشن میں نہیں ہے۔ اسکی دھمکیاں گیدڑ بھبھکیوں سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتی۔ ایٹمی قوت کے ناطے نے بھی اس کی عالم اسلام میں ایک عزت ہے۔ پاکستان مالی طور پر اتنا مضبوط نہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور پاکستانی سائنسدانوں کی شب و روز محنت سے اس مقام تک پہونچ سکا ہے۔ پاکستان عالم اسلام کی قیادت کر سکتا تھا مگر موقع اس کے ہاتھوں سے نکل گیا۔ تاریخ میں بسا اوقات چند لمحات اہم ہوتے ہیں۔ ان لمحات میں قوموں کی تقدیریں بدل جاتی ہیں۔

۱۱ ستمبر کے ''بش'' کے ایک فون نے پاکستان کی تاریخ کو تابناکی اور روشنی سے ظلمت اور اندھیرے میں دھکیل دیا۔ قیادت کی بجائے غلامی کے ناپیدا کنار گڑھے میں پھینک دیا۔ اس نے فون کے نتیجہ میں قرون اولیٰ کے

---

* جامعہ اسلامیہ راولپنڈی صدر

مسلمانوں کی نشانی ''طالبان'' کو تباہ کرنے میں جو کردار پاکستان نے ادا کیا وہ ہمارے سامنے ہے۔ اور نہ معلوم کب تک اس کے مہلک نتائج ہم بھگتتے رہیں گے۔ پاکستان میں لادینیت' سیکولرزم اور مغربیت پر مدارس دینیہ نے بریک لگائی ہوئی ہے' ورنہ کون سا حربہ ہے جو اس بریک اور رکاوٹ کو ختم کریں گے۔ کفریہ طاقتوں نے استعمال نہیں کیا۔ ہماری بے خبر وزیر تعلیم (زبیدہ جلال) غلامانہ ذہنیت کے مالک حکومتی نمائندے' اور وزارت خارجہ کے مرعوب نمائندے روزمرہ کے بیانات میں اپنے لبرل ازم کو ظاہر کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں۔ گھسا پٹا لفظ کہ ہم مدارس کو قومی دھارا میں شامل کرنا چاہتے ہیں۔ بار بار اس کی نوید سنائی جارہی ہے' ترغیب کے لئے کمپیوٹر اور قوم کی پیشکش کی جارہی ہے۔ نصاب کو تبدیل کرنے کے لئے انگریزی اور عصری علوم کے فضائل گنوائے جارہے ہیں۔ مدارس میں اگر اسلامی علوم نہ ہوں تو ان کے قائم کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ مدارس کی اصل روح ہی یہ نصاب ہے' ان کو اگر تبدل کردیا جائے تو باقی کیا رہ جاتا ہے' اگر امریکہ کے کہنے پر جہاد کی سورتیں' سورۃ انفال براءۃ اور ممتحنہ وغیرہ نکال دی جائیں تو یہ کونسی اسلام کی خدمت ہوگی۔ مدارس پر مزید دباؤ ڈالنے کے لئے ہماری ناعاقبت اندیش حکومت نے مسلمان ممالک کے طلبہ کی گرفتاری اور نام نہاد ''القاعدہ'' سے ان کے جوڑنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ اس کے اثرات ان ممالک کے عوام اور حکومتوں پر جو ہوں گے اس سے ہماری حکومت بے خبر نہ ہوگی۔ لیکن یہ بیچارے مجبور ہیں۔ آقاؤں کو خوش کرنا ان کا مشن ہے۔ مسلمان اور ان کی حکومتوں سے ان کو کیا سروکار؟ جس امریکی امداد کا اعلان گزشتہ دنوں ہوا ہے۔ اس میں تین ارب ڈالر کے پیکج میں سوملین ڈالر پاکستان میں تعلیمی اصلاحات کے لئے ہیں۔ ان میں سرفہرست دینی مدارس ہیں جدید نصاب کو متعارف کرانا ہے۔ اندازہ لگائیے کہ ''بش'' کو دینی مدارس کے نصاب میں اصلاح کی کتنی فکر ہے۔ ''بش'' کو خوش کرنے کے لئے پاکستانی بیوروکریسی نے اطلاع دے دی ہے کہ ۱۲۰۰ مدارس حکومت کے پاس اس سلسلہ میں رجسٹریشن کرا چکے ہیں۔ حالانکہ یہ غلط اور جعلی رپورٹ ہے۔ کوئی صحیح اور اصلی ایک مدرسہ بھی ایسا نہ ہوگا جو اسلامی علوم کی اشاعت کی بجائے اپنے نصاب کو تبدیل کرنے اور ''بش'' کے نظام سے منسلک ہونے کے لئے تیار ہو۔ اور ان مسموم ڈالروں کے عوض اپنی حریت وآزادی کو فروخت کرنے کے لئے آمادہ ہو۔ یہ نصاب اب کا نہیں' یہ ہمارے اکابر کے علمی تجربات' آہ سحر گاہی' اور اخلاص پر مبنی شب و روز جدوجہد کے نتیجہ میں منصۂ شہود پر آیا ہے۔ اور کامیاب طریقہ سے اس کی برکات ظاہر ہورہی ہیں۔ ہمارے شیخ واستاد مولانا محمد یوسف بنوریؒ جو وفاق المدارس کے بانیوں میں سے تھے' میرے بھائی مفتی احمد الرحمٰن صاحبؒ نے ''بینات'' بنوری نمبر میں ان کا یہ واقعہ ذکر فرمایا کہ ''حضرت بنوریؒ نے بارہا یہ واقعہ ذکر فرمایا کہ ایک مرتبہ ڈھاکہ میں علماء کرام کا ایک اجلاس تھا' جس میں پاکستان کے مشرقی حصہ موجودہ بنگلہ دیش) اور مغربی حصہ کے اکابر علماء کرام موجود تھے۔ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ اور خود حضرت نوریؒ جیسی شخصیتیں اس اجلاس میں شریک تھیں' عصری علوم کا نصاب مروجہ کے ساتھ جوڑ کا مسئلہ زیر بحث تھا' بعض علماء

کرام نے اس کی حمایت میں رائے دی اور کچھ مخالفت کر رہے تھے۔ حضرت بنوریؒ فرماتے ہیں کہ میرے دل میں اس وقت یہ خیال آیا کہ علوم عصریہ کو داخل نصاب کرنے میں کیا حرج ہے۔ بہر حال وہ اجلاس ختم ہوا۔ اور زیر بحث مسئلہ میں اختلاف آراء کی وجہ سے اجلاس کسی نتیجہ پر نہ پہنچ سکا۔ حضرتؒ فرماتے ہیں کہ میں رات کو خواب دیکھتا ہوں کہ ایک مسجد میں کھڑا ہوں اور سامنے چٹائی بچھی ہے اور اس میں یہ عبارت بنی ہوئی ہے۔ النجاۃ فی علوم المصطفی (نجات مصطفی علیہ السلام کے دین میں ہے) اور فرمایا کہ اس خواب میں پھر میں دونوں کانوں میں انگلیاں ڈال کر پوری قوت کے ساتھ ان کلمات کے ساتھ اذان دیتا ہوں "النجاۃ فی علوم المصطفی" فرمایا کہ صبح جاگنے کے بعد دل میں سے یہ خیال نکل گیا اور یقین ہو گیا کہ اس دور میں بھی صرف علوم نبوت سے کامیابی ممکن ہے۔ عصری علوم کا جوڑ بالکل بے معنی ہے۔

دوسرا ملک جس سے عالم اسلام کو توقعات تھیں وہ سعودی عرب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حرمین شریفین کے تعلق سے اس حکومت کو ایک خاص تقدس اور بلند مقام عطا فرمایا ہے۔ یہ مملکت مسلمانوں کے امیدوں کا مرکز ہے۔ ہر مسلمان کے دل میں اس کی توقیر و تعظیم ہے۔ اس روحانی عظمت کے علاوہ ظاہری دولت و ثروت سے بھی یہ مملکت مالا مال ہے۔ دنیا کا سب سے بڑا پیٹرول کا ذخیرہ یہاں ہے۔ مگر غیروں کی سازشوں سے یہ ملک بھی ورلڈ بینک اور بین الاقوامی استحصالی مالیاتی شکنجوں میں ہے۔ امریکہ نے یہاں اپنے پنجہ گاڑے ہوئے ہیں کہ ان پر ترس آتا ہے۔ امریکہ کی مرضی کے بغیر یہاں کچھ نہیں کیا جا سکتا۔ ائمہ کرام وہ دعائیں نہیں کر سکتے جو امریکہ کے خلاف ہوں، حج وعمرہ پر جانے والے حضرات محسوس کرتے ہوں گے کہ شاید یہود کے بارے میں گاہے کوئی بد دعائیہ کلمہ نکل جائے۔ لیکن نصاریٰ کے بارے میں ان کی زبانیں بند رہتی ہیں۔ حالانکہ یہود کی سرکشی اور عالم عرب اور مسلمانوں کے خلاف ان کی طاقت نصاریٰ کے بل بوتے پر ہے۔ عراق کی جنگ کے بعد سینکڑوں نہیں ہزار سے زائد علماء و خطباء کو ان کے مناصب سے معزول کر دیا گیا۔ اور جو ڈیوٹی پر ہیں ان کو پابند کیا گیا ہے کہ ۱۱ستمبر کے واقعات کا ذکر نہ کیا جائے۔ امریکہ نے سعودی حکومت ہی کو نہیں وہاں کی نجی تنظیموں کو بھی روک دیا ہے کہ وہ عالم اسلام کے محتاجوں، یتیموں، مساکین، اور دینی اداروں کی مالی خدمات بند کر دیں۔ اس سلسلہ میں "مؤسسۃ الحرمین" جیسے ادارہ کے بارے میں خبر آ چکی ہے کہ اس کی سرگرمیاں اور دفاتر بند کر دیئے گئے ہیں۔ وہاں کے نصاب کے بارے میں بھی امریکہ نے کہہ دیا ہے کہ اس سے جہاد کے مضامین اور دوسرے اقوام کے خلاف مضامین کو نکال دیا جائے۔ سمجھدار قوموں میں تعلیم سب سے اہم شعبہ ہے۔ اور ہر قوم اپنے مذہب، تہذیب، کلچر اور ماحول کے مطابق اپنا تعلیمی نظام ترتیب دیتی ہے۔ مگر ہمارے یہاں اس کا کوئی پرسان حال نہیں۔ گزشتہ دنوں ایک تجزیہ نگار نے ابتداء پاکستان کا واقعہ لکھا تھا، کہ اس دور میں کابینہ میں وزارتیں تقسیم ہوئی اور وزراء حلف اٹھا کر جانے لگے۔ تو خیال آیا کہ وزارت تعلیم کا قلمدان تو کسی کے سپرد نہیں کیا گیا۔ وزراء جا چکے تھے۔

ایک بنگالی بوڑھے وزیر جن کو دمہ کی شکایت تھی وہ باہر کھانس رہے تھے۔ ان کو کہا گیا کہ اور وزراء تو جا چکے ہیں' وزارت تعلیم بھی آپ کے سپرد کی جاتی ہے۔ اس بیچارے نے کہا کہ میں بوڑھا اور بیمار ہوں۔ میں یہ کیسے چلا سکوں گا۔ لیکن یہ بیکار وزارت تھی اسلئے اس کے سر تھوپ دی گئی۔ ہم نے دینی تعلیم کی تو قدر نہیں کی۔ دینوی تعلیم میں بھی کوئی مقام حاصل نہ کر سکے۔ کاش عالم اسلام کی یہ دو حکومتیں پاکستان اور سعودی عرب پوری ملت اسلامیہ کی قیادت کی اہل ثابت ہوتیں اور عالم کفر سے مرعوب ہونے کی بجائے رہنمائی کے فرائض انجام دیتیں۔ O.I.C ایک بے جان لاش کی حیثیت اختیار کر گئی ہے۔ حکمرانوں میں حق کی آواز کبھی کبھی ملائشیا کے مہاتیر محمد کی طرف سے آ جاتی ہے۔ شاید اللہ تعالیٰ ان سے ملت اسلامیہ کی عظمتِ رفتہ کی بحالی کا کام لے لے۔ وما ذلک علی اللہ بعزیز

(بقیہ صفحہ نمبر ۶ سے) **خلیفہ منصور کا خواب اور ابوحنیفہؒ کی حسن تعبیر:** پہلے بھی شاید امام اعظم ابو حنیفہؒ کی ذکاوت اور فہم کا بیان کے ذیل میں واقعہ ذکر کر چکا ہوں کہ عباسی دور کے مشہور خلیفہ منصور نے رات خواب میں موت کے فرشتے کو دیکھ کر اس سے سوال کیا کہ میری موت میں کتنا عرصہ باقی ہے۔ فرشتے نے پانچ انگلیاں سے صرف اشارہ کر کے جواب دینے پر اکتفا کیا اور مزید وضاحت اور تفصیل نہ بتائی۔ خلیفہ منصور نے صبح خواب کی تعبیر بیان کرنے والے ماہرین کو بلا کر اپنا خواب تعبیر کیلئے پیش کر دیا' کسی نے اس اشارہ سے یہ سمجھا کہ فرشتے کی مراد اس سے ۵ سال ہے کہ آپ کی عمر پانچ سال باقی ہے۔ پانچ سال کے بعد آپ کو مرنا ہے۔ بعض نے اس سے مراد پانچ ماہ اور ایک نے پانچ یوم مراد لیا۔ ظاہر ہے کہ خلیفہ یہ سن کر مایوس ہوتا رہا۔ جس کسی کو بھی یہ معلوم ہو جائے کہ فلاں وقت' فلاں سال و مہینہ مجھے مرنا ہے' پریشانی لاحق ہو گئی۔ اسی مجلس میں امام ابوحنیفہؒ بھی تشریف فرما تھے' انہوں نے فرمایا کہ اس میں کسی مقررہ مدت کی طرف اشارہ نہیں بلکہ یہ قرآن مجید کی آیات ان اللہ عندہ علم الساعۃ الخ کی طرف اشارہ تھا کہ موت کے وقت مقررہ کا پوچھنا بھی ان پانچ امور میں سے ہے جنکا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں۔ مجھے آپ کی موت اور بقایا عمر کا کوئی علم نہیں۔ اس خوفناک دن کی اطلاع' جیسا کہ گزشتہ خطبہ کے ابتدائی کلمات میں کر چکا ہوں' تمام انبیاء کرام نے دی' چونکہ محمد مصطفیٰ ﷺ اللہ کے نبی آخر الزماں و ختم الرسل ہیں اسلئے انہوں نے زیادہ تفصیلات و تاکیدات سے اسکا ذکر فرما کر یہاں تک فرما دیا کہ قیامت قریب آ پہونچی اور میں اس دنیا میں اللہ کا آخری رسول ہوں' قرآن مجید نے بھی بہانگ دہل اعلان فرما دیا کہ اقتربت الساعۃ وانشق القمر ''قیامت نزدیک آ پہنچی اور چاند دو ٹکڑے ہوا'' اور خوابِ غفلت میں پڑے رہنے والوں کو مزید تنبیہ کیلئے زوردار الفاظ سے فرمایا کہ فھل ینظرون الا الساعۃ تاتیھم بغتۃ فقد جاء اشراطھا فانی لھم اذا جاءتھم ذکراھم۔ ''ترجمہ'' پس کیا یہ لوگ بس قیامت کے منتظر ہیں کہ وہ ان پر اچانک آ جائے بس یاد رکھو کہ اس کی کئی علامتیں آ چکی ہیں' تو جب قیامت انکے سامنے آ جائے گی اس وقت ان کی سمجھنا کہاں میسر ہوگا۔ ....(جاری ہے)

ادارہ

دارالعلوم کے شب و روز

دارالعلوم حقانیہ کے نئے تعلیمی سال ۲۵-۱۴۲۴ھ ۴/۲۰۰۳ء کے داخلوں کا شیڈول

درس نظامی

درجات	ایام	تاریخ
دورہ حدیث	ہفتہ	۱۱شوال ۱۴۲۴ء ۶ دسمبر ۲۰۰۳ء
دورہ حدیث	اتوار	۱۲ شوال ۱۴۲۴ء ۷ دسمبر ۲۰۰۳ء
موقوف علیہ	پیر	۱۳ شوال ۱۴۲۴ء ۸ دسمبر ۲۰۰۳ء
درجہ تکمیل، سادسہ	منگل	۱۴ شوال ۱۴۲۴ء ۹ دسمبر ۲۰۰۳ء
درجہ خامسہ۔	بدھ	۱۵ شوال ۱۴۲۴ء ۱۰ دسمبر ۲۰۰۳ء
درجہ رابعہ	جمعرات	۱۶ شوال ۱۴۲۴ء ۱۱ دسمبر ۲۰۰۳ء
درجہ ثالثہ	ہفتہ	۱۸ شوال ۱۴۲۴ء ۱۳ دسمبر ۲۰۰۳ء
درجہ ثانیہ/ اولیٰ	اتوار	۱۹ شوال ۱۴۲۴ء ۱۴ دسمبر ۲۰۰۳ء
درجہ اعدادیہ/متوسطہ	پیر	۲۰ شوال ۱۴۲۴ء ۱۵ دسمبر ۲۰۰۳ء
برائے دفتری امور	منگل	۲۱ شوال ۱۴۲۴ء ۱۶ دسمبر ۲۰۰۳ء
افتتاح	بدھ	۲۲شوال ۱۴۲۴ء ۱۷ دسمبر ۲۰۰۳ء

شعبہ دارالحفظ : درجہ حفظ میں داخلہ کے خواہشمند طلباء کی درخواستیں ۱۵ رمضان سے ۱۰ شوال تک دفتر اہتمام میں جمع کی جائیں گی۔ حفظ کے خواہشمند طلباء ٹیسٹ اور انٹرویو وغیرہ کیلئے 10-11 دسمبر بروز بدھ۔ جمعرات صبح 9:00 کو دارالعلوم حقانیہ بلائیں گے صرف وہ امیدوار درخواست دیں جو قرآن ناظرہ سے پڑھ چکے ہوں۔ عمر 13 سال سے متجاوز نہ ہو۔ دو پارے پہلے سے یاد کرنے والوں کو ترجیح دی جائیگی۔

درجہ تخصص فی الفقہ الاسلامی والافتاء درجہ تخصص فی الفقہ الاسلامی و الافتاء کیلئے درخواستیں ۱۱شوال بمطابق ۶ دسمبر تا ۱۹شوال ۱۴۲۴ھ بمطابق ۱۴دسمبر تک وصول کی جائیں گی۔ امتحانی ٹیسٹ ۱۵دسمبر ۲۰شوال ۱۴۲۴ھ بروز پیر صبح ۱۰ بجے ہوگا۔ جن میں دارالعلوم حقانیہ کے فضلاء اور وفاق کے امتحان میں کم از کم جیّد جداً حیثیت حاصل کرنے والوں کو ترجیح دی جائے گی۔ نیز اردو، عربی زبانوں پر بھی مکمل عبور حاصل ہو۔ **نوٹ:** درجہ متوسطہ میں وہ طلباء داخلہ لیں گے جو کہ ساتویں جماعت پاس ہو۔

دارالعلوم حقانیہ کیلئے نئے تعلیمی سال کا باضابطہ آغاز

ان شاءاللہ دارالعلوم کے تعلیمی سال کا باضابطہ آغاز ۱۷ دسمبر ۲۰۰۳ھ ۲۲شوال ۱۴۲۴ھ بروز بدھ ہوگا

مدیر کے قلم سے

تعارف تبصرہ کتب

کتاب: دنیا مرے آگے مصنف حضرت مولانا محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ

ضخامت: ۳۶۸ صفحات قیمت درج نہیں ناشر: مکتبہ معارف القرآن کراچی نمبر۱۴

تحقیق و جستجو، مہم جوئی اور تسخیر کائنات یہ وہ عناصر ہیں جو طبعاً اور فطرتاً ہر انسان میں موجود ہوتے ہیں۔ اگر آپ حضرت آدمؑ سے لے کر آج تک کے انسانوں کی تاریخ اٹھا کر دیکھیں تو جتنے بھی نت نئے تجربات اور انکشافات ہوئے ہیں وہ اسی ذوق تسخیر کے باعث ہوئے ہیں۔ اردو ادب میں بھی سفرناموں کا ایک خاص مقام ہے۔ اگرچہ اس کا دامن عربی اور انگریزی زبانوں کی نسبت اس باب میں قدرے تنگ ہے لیکن پھر بھی کئی نامور سفرنامہ نویس حضرات نے کئی بلند پایہ سفرنامے اردو ادب کو دیئے ہیں۔ حضرت مولانا محمد تقی عثمانی مدظلہ انہی نامور ہستیوں میں ایک معتبر نام ہے۔ یوں تو آپ کی ہمہ جہت شخصیت کی خداداد صلاحتیں اور متنوع خدمات نہ صرف پاکستان بلکہ پورے عالم اسلام میں اظہر من الشمس ہیں اور خصوصاً علم وتحقیق، درس وتدریس، تصنیف وتالیف، افتاء وقضاء، اقتصادیات اور شعبہ بینکنگ میں آپ نے جو کارہائے نمایاں سرانجام دیئے ہیں وہ عصر حاضر کے دینی طبقہ اور خصوصاً علماء کے لئے قابل صد افتخار ہیں۔ ان تمام امور کے علاوہ آپ نے سفرنامہ کی صنف میں بھی اردو ادب کو خوبصورت اور بلند پایہ علمی وتحقیقی نوعیت کے جواہر پارے دیئے ہیں۔ زیر نظر کتاب بھی آپ کے ان اسفار کی ایک دلچسپ، معلوماتی اور تاریخی وعلمی روداد ہے۔ جو آپ وقتاً فوقتاً بیرونی ممالک میں منعقدہ مختلف علمی مجالس اور کانفرنسوں میں شرکت کے بعد ضبط تحریر میں لاتے۔ اس میں کانفرنسوں کے اغراض ومقاصد اور مختصر روداد کے علاوہ مختلف ممالک کے تاریخی مقامات جغرافیہ اور اس کے محل و وقوع اور وہاں کے باسیوں کے عادات واطوار اور ان کے دیگر معاملات پر بھی تفصیل سے آپ روشنی ڈالتے۔ اس کتاب میں بھی تقریباً ایک درجن سے زائد اہم ممالک کے احوال لکھے گئے ہیں۔ یہ سفرنامہ نہ صرف علمی وتحقیقی ذوق رکھنے والے حضرات کے لئے باعث تسکین ہے بلکہ ادبی چاشنی کے متلاشی اور سفرناموں سے شغف رکھنے والوں کے لئے بھی حرز جان اور وجہ نشاط ہے۔ مولانا مدظلہ اس سے پہلے بھی ایک ضخیم اور تاریخی سفرناموں کا مجموعہ ''جہان دیدہ'' کے نام سے مرتب اور شائع کرا چکے ہیں۔ جس نے کامیابی اور قبولیت عامہ کے ریکارڈ قائم کر دیئے ہیں۔ یہ کتاب بھی انشاء اللہ اپنے نقش اول کی طرح کامیابی میں اس کی ہمسری کرے گی۔ کتاب کا یوں تو ہر باب اور ہر صفحہ علم ومعانی کا دفتر ہے لیکن ''چند روز اندلس میں'' کے عنوان سے آپ کے قلم معجز رقم نے جو جولانی دکھائی ہے وہ احاطہ تحریر سے باہر ہے۔ مسلمانوں کی عظمت رفتہ اور ان کی زریں تاریخ شاندار کارناموں، علمی شخصیات کے احوال، قصر الحمراء کی تعمیرات کا بیان، اندلس کے کتب خانوں کی تفصیلات، اور خصوصاً دیار کلیسا میں عبدالرحمٰن الداخل کی بنائی ہوئی شوکت اسلام کی

تصویر جامع قرطبہ کی زبوں حالی' اور پھر شامت اعمال کے باعث ان کی وہاں سے دربدری اور بے توقیری کا نوحہ آپ نے جس دردِ دل کے ساتھ بیان کیا ہے وہ علامہ اقبال کی جامع مسجد قرطبہ پر لکھی گئی نظم کا ہم پلہ ہے۔

کتاب انتہائی خوبصورت' اعلیٰ کاغذ' مضبوط جلد اور آرٹ تصاویر سے مزین ہے۔ اور ظاہری و معنوی حسن کا حسین امتزاج ہے۔ بلاشبہ یہ کتاب ہر کتب خانے اور ہر علمی گھرانے کے لئے ایک نسخہ کیمیاء ہے۔

تفسیر سورۃ فاتحہ تحفۃ الاسلام مؤلف: مولانا حافظ محمد اکرام الدینؒ ضخامت: ۵۶ صفحات

ناشر: خالد یوسف رنگ والا۔ F-12 اسٹیٹ ایونیو سائٹ کراچی

زیر نظر تفسیر خانوادہ شاہ ولی اللہ کے چشم و چراغ حضرت شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ کے تلمیذ رشید حضرت مولانا حافظ محمد اکرام الدین رحمہ اللہ نے آج سے پونے دوسو سال قبل تالیف کی تھی۔ مؤلف علام وہ شخصیت ہیں جنکو حضرت سید احمد شہیدؒ نے دعا دے کر از خود مسند درس پر بٹھایا تھا۔ سورۃ فاتحہ کی ایسی جامع اسرار و رموز اور لطیف نکات سے بھرپور تفسیر ماشاء اللہ مؤلف کی جامعیت علم کی واضح دلیل ہے' ۵۶ صفحات پر مشتمل یہ رسالہ ۹۷ عنوانات پر محیط ہے' جسمیں معلومات آفرین مباحث ہیں اور علم و تحقیق کے نئے زاویے دل و دماغ کے سامنے وا ہوئے ہیں بغرض افادہ عام خالد یوسف صاحب رنگ والا نے دوبارہ اسکو شائع کرایا جو کہ یقیناً ایک بہت بڑی خدمت اور باعث سعادت کارنامہ ہے۔

واقعات حیرت انگیز امام ابوحنیفہؒ تالیف: مولانا عبدالقیوم حقانی

ترجمہ و فارسی مولانا پائندہ محمد زعیم بدخشانی ضخامت: ۱۶۸ صفحات

قیمت: درج نہیں ناشر: القاسم اکیڈمی جامعہ ابوہریرہ خالق آباد نوشہرہ

مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب نے امام اعظم ابوحنیفہؒ کے حیرت انگیز واقعات کے نام سے اردو زبان میں ایک انتہائی دلچسپ اور فکر انگیز کتاب لکھی ہے' جس کے کئی ایڈیشن انتہائی قلیل مدت میں نکل گئے اور تا ہنوز اس کی اشاعت کا سلسلہ جاری ہے۔ کتاب کی افادیت کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کا پشتو زبان میں ترجمہ کیا گیا اور اس کے بھی کئی اشاعتیں مارکیٹ میں آئیں۔ زیر تبصرہ کتاب اسی امام اعظم ابوحنیفہ کے حیرت انگیز واقعات کا فارسی ایڈیشن ہے پاکستان میں افغان مہاجرین میں کثیر تعداد فارسی بولنے والوں کی ہے۔ ان حضرات نے مؤلف کتاب سے تقاضا کیا۔ کہ اس کتاب کو فارسی میں منتقل کیا جائے۔ چنانچہ مولانا پائندہ محمد زعیم صاحب بدخشانی نے اس کو ملبوس فارسی میں مزین کیا۔ اب دوسری بار یہ کتاب مارکیٹ میں آئی ہے۔ فارسی زبان و ادب سے شغف رکھنے والے اسکے مطالعہ سے پوری طرح محظوظ ہوں گے' کیونکہ مؤلف کتاب نے انتہائی محنت اور عرقریزی سے ہزار ہا صفحات کا نچوڑ اور عطر پیش کیا ہے اور دورِ حاضر کے جن اذھان فاسدہ نے امام اعظمؒ کے بارے میں ہرزہ سرائیاں کی ہیں۔ اور آپکے ارفع و اعلیٰ مقام کو کم تر کرنے کی مذموم کوششیں کی ہیں ان بے بنیاد وخدشات اور توھمات کے ازالہ کیلئے یہ ایک جواب شافی ہے۔

مستند کتب — اعلیٰ معیار — مناسب نرخ

اسلامی تاریخ کے مستند مآخذ اور تحقیقی تصانیف

مطبوعہ: دارالاشاعت اردو بازار کراچی نمبرا

علماء کرام۔ طلباء۔ مدارس اور لائبریریوں کے لئے خصوصی رعایت پیش کی جاتی ہے

سلیس ترجمہ۔ اضافہ حواشی و عنوانات۔ کمپیوٹر کتابت

تاریخ ابن خلدون اردو

مع مقدمہ ۸ جلد کامل

امام ابن خلدون کی مشہور و مستند کتاب کا سلیس اردو ترجمہ تحقیق و حواشی، کمپیوٹر کتابت کے ساتھ

سفید کاغذ عمدہ طباعت۔ حسین پائیدار جلدیں۔ مناسب قیمت =/285

مقدمہ ابن خلدون علیحدہ بھی دستیاب ہے۔ قیمت =/291

عام فہم ترجمہ و اضافہ عنوانات۔ کمپیوٹر کتابت

طبقات ابن سعد اردو ۸ جلد

از محمد بن سعدؒ

مکمل سیرت النبیؐ سے لیکر خلفائے راشدین، تابعین تبع تابعین تک کے حالات۔ اسلامی تاریخ کا بنیادی مآخذ اور آخری جلد میں صحابیات اور صالحات کا مفصل تذکرہ

عمدہ کاغذ و طباعت۔ حسین پائیدار جلدیں۔ مناسب قیمت صرف =/1290

جدید ترجمہ۔ اضافہ عنوانات و حواشی۔ کمپیوٹر کتابت

تاریخ طبری اردو ۷ جلد

از امام طبریؒ

پہلی مرتبہ مکمل سیٹ منظر عام پر

تاریخ الامم والملوک کا مکمل اردو ترجمہ، تشریحی نوٹس، عنوانات اور تسہیل کے ساتھ پہلی بار مکمل اشاعت۔ کمپیوٹر کتابت سے آراستہ۔ عام فہم جدید بامحاورہ ترجمہ

عمدہ کاغذ و کتابت۔ حسین پائیدار جلدیں۔ مناسب قیمت =/2655

تاریخ طبری جلد اوّل جو پہلے اب تک طبع نہ ہوئی تھی علیحدہ بھی دستیاب ہے قیمت =/300

کمپیوٹر کتابت

تاریخ ملّت ۳ جلد کامل

مولانا زین العابدین و مفتی انتظام اللہ

قبل از اسلام سے لیکر مغلیہ سلطنت کے آخری بادشاہ بہادر شاہ ظفر تک امت مسلمہ کی تیرہ سو سالہ مکمل تاریخ مستند علمائے کرام کے قلم سے کمپیوٹر کتابت کے ساتھ

اعلیٰ کاغذ و طباعت۔ حسین پائیدار جلدیں۔ مناسب قیمت =/690

کمپیوٹر کتابت

تاریخ اسلام ۳ حصص در ۲ جلد

مولانا اکبر شاہ خان نجیب آبادیؒ

مولانا اکبر شاہ خانؒ کی محققانہ قلم کا شاہکار جس میں مستشرقین کے اعتراضات کا مدلل جواب بھی دیا گیا ہے۔

سفید کاغذ۔ حسین پائیدار جلدیں۔ مناسب قیمت =/390

تاریخ اسلام ۴ حصص در ۲ جلد

شاہ معین الدین ندویؒ

آغاز اسلام سے آخری خلیفہ معتصم باللہ تک دور زوال اور خاتمہ کی علمی، سیاسی اور تمدنی تاریخ۔ یونیورسٹیوں میں داخل نصاب

سفید کاغذ۔ حسین جلدیں۔ مناسب قیمت =/330

غزوات النبی ﷺ اردو

از امام حلبیؒ

ان جنگی مہمات و غزوات کا مستند و مفصل احوال جن میں آپ ﷺ نے بنفس نفیس مجاہدین کی قیادت فرمائی یا جن سرایا میں صحابہؓ کو روانہ فرمایا

مع اضافہ **فضائل جہاد** آیات، احادیث و فضائل از حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ قیمت =/495

ناشر: دارالاشاعت اردو بازار کراچی فون: 021-2213768, 2631861

موتمر المصنفین کی ایک اور ادبی پیشکش

اسلام کا نظام اکل و شرب
و فلسفہ حلال و حرام

افادات: حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ

امام ترمذی کی جامع السنن یعنی ترمذی شریف کے ابواب الاطعمۃ والاشربۃ کی نہایت موثر، دلنشین شرح، جدید عصری معلومات کی روشنی میں اسلام کے نظام اکل وشرب کے منفرد خصوصیات اور اسلام کے فلسفہ حلال وحرام پر اچھوتے انداز میں بحث۔

ضبط وترتیب : مولانا مفتی مختار اللہ حقانی

صفحات: ۴۵۰ قیمت -/۲۰۰ روپے

پشتو، شعر وادب کے ذوق رکھنے والوں کیلئے بہترین تحفہ

ویـــــرژن تـــصـــورات

(پشتو شاعرانہ کلام)

﴿ حافظ محمد ابراہیم فانی ﴾

ضخامت: ۳۰۰ صفحات قیمت: -/۱۲۰ روپے

علاوہ ازیں ''نالہ زار'' اردو شاعری کی نئی اشاعت بھی دستیاب ہے

موتمر المصنفین جامعہ دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ

کھانسی، نزلہ، زکام ۔ کسی موسم یا کسی وقت کے پابند نہیں

ہمدرد کی مجرّب دوائیں ان کا علاج بھی ہیں اور ان سے محفوظ رہنے کی مؤثر تدبیر بھی

سُعالین

مُفید جڑی بوٹیوں سے تیار کردہ سُعالین، گلے کی خراش اور کھانسی کا آسان اور مؤثر علاج ۔ آپ گھر میں ہوں یا گھر سے باہر، سرد و خشک موسم یا گرد و غُبار کے سبب گلے میں خراش محسوس ہو تو فوراً سُعالین لیجیے ۔ سُعالین کا باقاعدہ استعمال گلے کی خراش اور کھانسی سے محفوظ رکھتا ہے۔

جوشینا

تیار جوشاندہ

نزلہ، زکام، فلُو اور اُن کی وجہ سے ہونے والے بخار کا آزمودہ علاج ۔

جوشینا کا روزانہ استعمال موسم کی تبدیلی اور فضائی آلودگی کے مُضر اثرات بھی دُور کرتا ہے ۔

جوشینا بند ناک کو فوراً کھول دیتی ہے ۔

لعوق سپستاں

نزلے زکام میں سینے پر بلغم جم جانے سے شدید کھانسی کی تکلیف طبیعت نڈھال کر دیتی ہے ۔

اس صورت میں صدیوں سے آزمودہ ہمدرد کا لعوق سپستاں، خشک بلغم کے اخراج اور شدید کھانسی سے نجات کا مؤثر ذریعہ ہے ۔

ہر موسم میں، ہر عمر کے لیے

صُدوری

مؤثر جڑی بوٹیوں سے تیار کردہ خوش ذائقہ شربت ۔ خشک اور بلغمی کھانسی کا بہترین علاج ۔ صُدوری سانس کی نالیوں سے بلغم خارج کر کے سینے کی جکڑن سے نجات دلاتی ہے اور پھیپھڑوں کی کارکردگی کو بہتر بناتی ہے ۔ بچّوں، بڑوں سب کے لیے یکساں مُفید ۔

سُعالین، جوشینا، لعوق سپستاں، صُدوری ۔ ہر گھر کے لیے بے حد ضروری

ہمدرد

ہمدرد کے متعلق مزید معلومات کے لیے ویب سائٹ ملاحظہ کیجیے:
www.hamdard.com.pk

مدینۃ الحکمۃ تعلیم، سائنس اور ثقافت کا عالمی منصوبہ ۔
آپ ہمدرد دوست ہیں ۔ اعتماد کے ساتھ مصنوعاتِ ہمدرد خریدتے ہیں ۔ جائز منافع بین الاقوامی شہرِ علم و حکمت کی تعمیر میں لگ رہا ہے ۔ اس کی تعمیر میں آپ بھی شریک ہیں ۔

Adarts-SJLS-1/2001

Regd No. P-90 Monthly "Al-Haq" Akora Khattak

جامعہ مفتاح العلوم سرگودھا میں

اکابر علماء کرام و مشائخ عظام کی مشاورت اور دعاؤں سے شوال المکرم ۱۴۲۴ھ سے

دورہ حدیث شریف

کا اجرا کیا جارہا ہے۔ انشاء اللہ

...... جامعہ کا اجمالی خاکہ ......

...... ۱۹۵۶ء میں جامعہ مفتاح العلوم سرگودھا کی بنیاد استاذ العلماء حضرت مولانا عبداللطیف صاحبؒ نے رکھی۔

...... ۱۹۸۲ء میں حضرتؒ نے مدرسہ کو حکومت پنجاب سے باقاعدہ رجسٹرڈ کرایا۔

...... ۱۹۹۷ء میں جامعہ کی نشاۃ ثانیہ ہوئی۔ ۱۹۹۷ء سے ابتک ۱۱۱۳ طلبہ درجہ کتب میں، ۱۰۴۴ طلبہ درجہ حفظ میں داخل ہوئے اور باقاعدہ تعلیم حاصل کی۔

...... ۱۹۹۷ء سے ابتک ۶۲ طلبہ درجہ موقوف علیہ اور ۱۱۵ طلبہ شعبہ حفظ سے فارغ ہو چکے ہیں۔

...... گزشتہ چار سال سے جامعہ میں درجہ موقوف علیہ تک درجات تعلیم تھے۔ اکابر علماء ومشائخ کی دعاؤں، مشاورت اور حکم سے آئندہ تعلیمی سال شوال المکرم ۱۴۲۴ھ سے بتوفیق اللہ تعالیٰ وعونہ دورہ حدیث شریف کا اجرا کیا جارہا ہے۔ متعلقین واحباب سے خصوصی دعاؤں کی درخواست ہے۔ دورہ حدیث شریف کے طلبہ داخلہ کے دنوں میں ہی رابطہ فرمائیں۔

...... خصوصیات ......

☆ باصلاحیت، محنتی نیک اور صالح اساتذہ کرام ☆ تعلیم کے ساتھ ساتھ تربیت پر بھی خصوصی توجہ۔ ☆ خالص تعلیمی ماحول ☆ اوقات اسباق وتکرار ومطالعہ کی مکمل نگرانی ☆ مستحق طلبہ کی مکمل کفالت ☆ دورہ حدیث ودرجہ موقوف علیہ کے لئے عمومی ودیگر درجات کے مستحق طلبہ کیلئے وظائف کا اجراء ☆ حاضری کے پابند اور نمایاں تعلیمی کارکردگی کے حامل طلبہ کیلئے انعامی وظائف کا اجراء۔ ☆ عوام الناس کو روزمرہ پیش آنے والے مسائل کیلئے دارالافتاء منظم انداز سے کام کررہا ہے جس سے ابتک سینکڑوں فتاویٰ جاری ہو چکے ہیں ☆ وفاق المدارس میں جامعہ کے نتائج حوصلہ افزا رہے ہیں۔

...... اعلان داخلہ ......

درجہ کتب (درس نظامی) از ابتدائیہ تا دورہ حدیث شریف کے قدیم وجدید طلبہ کا داخلہ مورخہ ۸ شوال المکرم ۱۴۲۴ھ مطابق ۳ دسمبر ۲۰۰۳ء بروز بدھ شروع ہوگا۔ انشاء اللہ۔ ہفتہ بھر داخلہ جاری رہ کر مورخہ ۱۵ شوال المکرم ۱۴۲۴ھ مطابق ۱۰ دسمبر ۲۰۰۳ء بروز بدھ باقاعدہ پڑھائی شروع ہو جائیگی۔ انشاء اللہ۔ داخلہ کے خواہشمند طلبہ داخلہ کے دنوں میں ہی رابطہ فرمائیں۔

شعبہ نشر واشاعت: جامعہ مفتاح العلوم (رجسٹرڈ) چوک سیٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا۔ فون 213297-220758